الله
ہر مذہب کے پیشواؤں کی روحانی اشاعت اور سیاسی حمایت کرنیوالا ماہوار رسالہ
گرو سیوک
دہلی
زیر مصلحت مرشدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ
مالک و ناشر ملنسار نظامی
اڈیٹر لقائی نقشبندی دہلوی
قیمت سالانہ
تین روپے
ششماہی
ایک روپیہ آٹھ آنے
فی پرچہ
چار آنے

URDU PRINTED BOOKS

لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ

ماہوار رسالہ

باسمین
ایکو برہم دوتیہ ناستی

خادم الفقراء

گروسیوک دہلی

۲۲۹۶

بابت ماہ جون ۱۹۲۴ء عیسوی | پہلا سال۔ پہلا پرچہ | ایڈیٹر بقائی نقشبندی دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوچنا

ازمصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

اس جگت میں پرم ایشور پربھو" پرشوتم" اللہ کی" رچنا" کہاں کہاں نہیں ہے۔ جہاں دیکھو، ہیں اس کا روپ۔ اور اس کا جلوہ براجمان ہے۔ اس دیش میں جس کو ہندوستان کہتے ہیں، اسکی رچنا ذرہ ذرہ میں ہویدا اور آشکار ہے۔

چھاپہ خانوں کی بہتات نے، کاغذوں کی افراط نے، رسالوں اور اخباروں اور کتابوں کے دستور نے اس مالک کے نام کو بہت زیادہ پھیلایا ہے۔ یا یوں کہو کہ سب چیزیں خود اس نے اس واسطے پھیلائی ہیں کہ وہ پہچانا جائے۔ پہلے وہ ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، اس کو بھلا معلوم ہوا کہ لوگ اسے جانیں اور پہچانیں اس واسطے اس نے خلقت کو پیدا کر دیا۔

یہ رسالہ بھی اُسی کی پہچان اور اُسی کا راستہ بتانے والے، گرو اور مرشد کے عرفاں کیلئے جاری کیا جاتا ہے۔ لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت نہیں ہے۔ مقصد نام سے ظاہر ہے۔ اور کچھ آگے چل کر کام سے ظاہر ہو جائے گا۔ اسکی تمنا نہیں کہ اخبار والے اور رسالے والے اس کی تعریف کریں، خیر مقدم کا فرض بجا لائیں۔ یا مخالفت اور دھتکار کے لئے کھڑے ہو جائیں، نہ یہ خواہش ہے کہ پڑھنے والوں کے سامنے اس کی ایسی تعریفیں کی جائیں کہ وہ خواہ مخواہ اس کی طرف متوجہ ہوں **غرض** ایک ضرورت کی تکمیل ہے۔ معبود کا راستہ بندوں کو بتانا ہے۔ اور بندگان خدا کو منکرین خدا کے قلم و زبان سے بچانا ہے۔ واہ واہ کی خواہش نہیں ہے۔ نہ اس کی آرزو ہے کہ دوسرے رسالوں سے اس

(مطبع نظامی ترکمان دروازہ دہلی میں چھپا)

پرچہ کا مقابلہ کر کے لوگ اسکی برائی بھلائی کا دو چار کریں، مقصد جب پورا ہوگا تو وہ خود اپنی آپ تعریف بن کر سب کے سامنے آجائے گا۔

اس کے مالک اور اس کے ایڈیٹر میری مصلحت کے موافق چلنا چاہتے ہیں اور میری مصلحت جسم کی بیماری، کم فرصتی، اور عمر کی زیادتی کے ہاتھوں زخمی اور حواس باختہ رہا کرتی ہے، پھر بھی دیش اور جاتی کی سیوا، پرم دھرم سمجھ کر ایک اور بوجھ اپنے بوڑھے کندھے پر رکھتا ہوں، اور رسالہ کے مالک اور ایڈیٹر کے کام کو اپنی مصلحت کا کچھ وقت دیتا ہوں، جب تک کہ وہ میری مصلحت سے واقف اور آگاہ ہوں اور کام کے طریقے کو جانیں اس وقت تک میں خود مضامین کی ترتیب اور تیاری میں مدد دوں گا، اس کے بعد بوجھ ہلکا ہو جائے گا، اور یہ لوگ اپنے کام کو خود سنبھال لیں گے، اس سے زیادہ اور کچھ لکھنے اور کاغذ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مضامین آپ ہی بتا دیں گے کہ یہ کیا ہے، کیوں ہے، اور کدھر جانا چاہتا ہے اس کو کیا لینا ہے اور کیا دینا ہے اور اس سے کیا نتیجہ نکلنے والا ہے ✤

گرو کا سیوک

حسن نظامی

اس رسالہ کی ضرورت

گرو ہندی زبان کا ایک لفظ ہے، جس کے عربی شد امام، مرشد، ہادی، اور مذہبی رہنما کے ہیں مسلمانوں میں صوفیہ فرقہ کے لوگ، اور ہندوؤں میں سنیاسیوں کے طریق۔ گرو اور مرشد کا حصہ، روحانی زندگی کیلئے اعتقاداً لازمی سمجھتے ہیں۔ کہ گرو مرشد کے بغیر روحانی زندگی میں ترقی کرنا اور منازل عرفان میں کامیاب ہونا ناممکن خیال کیا جاتا ہے۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہر مذہب اخلاقی نصیحتوں کا مجموعہ ہوتا ہے پس اگر کوئی انسان نیک چلن اور پرہیزگار ہو، جھوٹ نہ بولتا ہو، دغابازی نہ کرتا ہو، پرائی عزت کو نہ تکتا ہو۔ تو اس کو گرو یا مرشد کا مرید و چیلا ہونے کی کیا ضرورت ہے، کیونکہ جو چیز گرو اور مرشد سکھاتا ہے وہ تو اس کے پاس پہلے ہی سے موجود ہے۔

مگر یہ خیال درست نہیں ہے انسان کا کوئی کام خیال کی یکسوئی اور کسی خاص چیز کا پابند ہوئے بغیر پورا نہیں ہو سکتا، اگر کوئی شخص بغیر گرو کی ہدایت اور تلقین کے نیک چلن اور پرہیزگار ہے تب بھی اندیشہ ہے کہ کسی وقت نفس و شیطان کے اغواء سے مغلوب ہو کر نیک چلنی سے بھٹک جائیگا کیونکہ اس نے اپنا کوئی سر دھرا نہیں بنایا جو اس کو نفس و شیطان سے محفوظ رہنے کی حکمتیں سکھاتا۔ یا اس کے باطنی خیالات کی نگرانی رکھتا، اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک بکری خیال کرنے لگے، مجھے چرواہے کی کیا ضرورت ہے میں خود جنگل میں جا کر چارہ چرتی ہوں، چرواہا میری جگہ نہیں چرتا، میں خود اپنے پیروں سے چل کر جاتی ہوں اور پیروں سے چل کر آتی ہوں میں خود چارے کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اپنے جبڑے کی طاقت سے توڑتی ہوں اور چبا کر کھاتی ہوں اور پانی بھی میں خود ہی پیتی ہوں، پھر چرواہے کو میری سرداری کا کیا حق ہے۔ وہ کیوں میرے ساتھ ڈنڈا لئے ادھر سے ادھر آتا جاتا رہتا ہے اور وہ کیوں میرے بچوں کی خوراک دودھ کا بڑا حصہ اپنے گھر میں خرچ کرنے کو لے جاتا ہے، مگر یہ بکری کی بھول ہوگی کیونکہ چرواہا ہی سوچ سمجھ کر اس کو ایسے مقام پر لے جاتا ہے جہاں چارہ افراط سے ہو اور بکریاں اس کو کھا کر اپنا پیٹ بھر سکیں، چرواہا نہ ہوتا تو بکریوں میں اتنی لیاقت نہ تھی کہ وہ اپنے لئے اچھی سے اچھی چراگاہ تلاش کر لیتیں، اور چرواہا ہی بکریوں کو پانی کے مقام تک بھی لے جاتا ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ چرواہا صبح سے شام تک ڈنڈا لئے بکریوں کی حفاظت کرتا رہتا ہے کہ شیر بھیڑیا یا اور کوئی موذی جانور بکریوں کی جان پر حملہ نہ کر سکے۔ پس گرو اور مرشد بکریوں کے چرواہے کی طرح ہے، جس کا گرو اور مرشد نہیں ہے، وہ اس بکری کی طرح ہے۔ جو پانی کے چشمہ کے کنارے ہری ہری گھاس میں اکیلی چر رہی ہے لیکن اس کو ہر وقت اس بات کا اندیشہ ہے کہ راستہ بھول کر کسی ایسے مقام پر نہ چلی جائے جہاں یہ سرسبزی اور پانی نہ ہو، اور وہاں سے واپس آنے کا راستہ بھی نہ ملتا ہو اور جنگل کے شیر بھیڑیوں کا بھی اندیشہ ہو پس ثابت ہوا کہ گرو اور مرشد کی بڑی ضرورت ہے۔ جس طرح کہ بکریوں کو چرواہا ضروری ہے اسی طرح مذہب والے انسانوں کو گرو اور مرشد ضروری ہے۔ پس رسالہ **گرو سیوک** کا جاری ہونا عین ضرورت کے موافق ہے۔

اسی سلسلہ میں جناب مولانا عبدالغفور صاحب عابدی شاہ نظامی کا ایک مضمون بھی قابل مطالعہ ہے جس سے گرو اور مرشد کی دینی ضرورت و آداب معلوم ہوتے ہیں اس لئے اس کو بھی یہاں نقل کیا جاتا ہے ✤

گرو اور مرشد کی ضرورت

(از مولانا عبدالغفور صاحب عابدی شاہ نظامی حیدرآبادی)

دنیا کی ہر چیز جو ہم دیکھتے ہیں اس کے دو حصے ہیں۔

(۱) ظاہر (۲) باطن

ظاہری حصص کے علم سے صرف ظواہر ہی پر مجبور رہنا ہے باطن پر نظر نہیں پڑتی اور جب تک باطنی حصہ پر عبور نہ ہو قدرت کی مخفی حکمتوں کا انکشاف نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص مناظر قدرت اور مظاہر عالم کو دیکھتا ہے لیکن کتنے ایسے ہیں جو ان مناظر و مظاہر کی پوشیدہ طاقتوں کا پتہ

لگاتے ہیں۔ ہم کبھی کبھی بجلی کوندتی اور بادل گرجتے دیکھتے ہیں لیکن ہم میں سے کتنے لوگوں نے اِن کے حقایق اور مخفی آثار سے روشنی حاصل کی ہے۔ مشاہیر میں سے چند ہی ایسے لوگ نکلتے ہیں جو اِن منازل تک پہنچتے ہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

ہر شخص ہر ساعت اپنی قوتوں کو (اپنے جذبات کے تحت) کام میں لاتا ہے۔ لیکن کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اِن لوگوں میں سے کتنے علم النفس والقویٰ پر بحث کرکے دلایل لانے کے قابل ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو فلسفۂ دماغی (ذہنی فلاسفی) کے ماہر ہیں۔ کروڑوں میں سے چند ہی ایسے نکلیں گے اور ہم میں سے تو بہت کم باطن بین ہیں۔

اہل مذاہب اور اہل فلسفہ دونوں بالاتفاق اِس امر کو مانتے ہیں کہ انسانی ہستی کے دو حصے ہیں (۱) جسمانی (۲) روحانی۔ اور دونوں کی تعلیمی کیفیات جداگانہ اثر رکھتی ہیں جس طرح ہمیں اپنی ظاہری تربیت کی ضرورت ہے اسی طرح تزکیہ روحانی کی بھی حاجت ہے۔

ہم اپنے اعضا کا ظاہری طور پر اندازہ لگاتے ہیں لیکن باطنی جذبات کی نسبت ماہر فن کی مدد بغیر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ایک فہیم اور ذکی انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ انسان کی اندرونی مشین ان مختلف رنگوں میں کام کرتی ہے لیکن ایک ماہر علم النفس والقویٰ یا ماہر سائکالوجی کی طرح تفصیل اور دلیل کے ساتھ انسان کی اندرونی قوتوں اور جذبوں پر روشنی نہیں ڈال سکتا۔

اخلاق محسنی اور اخلاق جلالی تہذیب النفس کی تعلیم تو دے سکتی ہیں لیکن اِن سے تزکیۂ نفس کا روحانی سبق ہم کو استاد کے بغیر نہیں مل سکتا۔

حواس خمسہ ظاہری کی صحت اور اصلاح کی ضرورت ہے تو کیا اسی طرح حواس باطنی کی صحت کی حاجت نہیں؟ اگر نفسانی اور جسمانی شعبہ میں ہمیں کسی ماہر داستاد کی ضرورت پیش آتی ہے تو کیا روحانی شعبہ میں کسی ماہر کی ضرورت نہیں۔

علمی مراحل کے لئے ہم استاد اور ابتدائی قواعد کی تلاش میں رہتے ہیں مگر روحانیت کے نصاب کے مطالعہ کی پرواہ بھی نہیں کرتے چشم انصاف سے دیکھیں تو ثابت ہو جائے گا کہ کسی صورت میں مرشد اور رہبر کے بغیر علم باطنی پر عبور حاصل نہیں کر سکتے۔

ایک زنگ آلود برتن کی قلعی کرنے کے واسطے ایک قلعی گر کی ضرورت پڑتی ہے اور ہم اسے ... لیکن افسوس دل کے صاف کرنے کے واسطے کسی کاریگر کی ضرورت ... کہ وہ خود بخود صاف ہو جائے گا۔ یہ سخت غلطی ہے جو آج کل عالمگیر خیال ... سوال کرتا ہوں کہ کیا ان کا کوئی کام بغیر کسی شخص کی مدد کے پورا ہوا کرتا ہے ... چھوٹے چھوٹے کاموں میں خارجی امداد کی ضرورت نہیں ہوتی۔

افلاطون بلند پایہ کا حکیم تھا۔ دنیا جانتی ہے لیکن جب اس نے دیکھا کہ بغیر استاد کے چارہ نہیں تو اس نے شاگردی قبول کر لی علیٰ ہذا القیاس۔ کل حکیموں اور نامور فلسفیوں کا یہی حال رہا ہے کہ ایک کو کسی کامل کا دروازہ دیکھنا پڑا ہے۔

... کی مایۂ ناز ایجادات ٹیلیگراف، فوٹوگراف، الکٹرسٹی۔ جیسے فنون سیکھنے کے واسطے ہوشیار کاریگر اور استاد کی تلاش لازمات سے ہے ریاضی کے واسطے ایک مستند ریاضی کی شاگردی لازمی لیکن علوم باطنی کے رشد و ہدایات کے واسطے مرشد کی ضرورت نہیں۔

جس طرح مادی قوت ہے اسی طرح ایک روحانی قوت بھی ہے روحانی سلسلہ کے واسطے بھی مادی سلسلے کی طرح آداب و قیود و قوانین کی ضرورت ہے جس طرح بتدریج انسان کا جسم نشو و نما پاتا ہے اسی طرح روح بھی نشو و نما پاتی ہے اور اس کے واسطے بھی ایک منتہائے کمال کی ضرورت ہے۔ جب ہر خلقت دو حصے ظاہر اور باطن رکھتی ہے تو دونوں حصوں کے کوائف اور خصوصیات جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں اور دونوں کے عارف اور عامل بھی جداگانہ ہیں اور یہ خصوصیت باہم یک رنگ نہیں رکھتے ہیں۔

سیاسی قوانین کم و بیش ساری رعایا پڑھتی ہے اور عدالتوں میں بھی پڑھے جاتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ قانونی نکات سے قانون دان ہی اچھی طرح واقف ہوتے ہیں ان کی شرح اور تعبیرات مستند اور مقبول عام ہوتی ہیں بخلاف اِس کے عام لوگ قوانین سیاسیہ کے الفاظ سے تو واقف ہو جاتے ہیں مگر ان کی تہہ تک نہیں پہنچتے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص بظاہر اپنے بدن پر کوئی غدود نہیں دیکھتا مگر اس کے درد کی تکلیف سے ہمیشہ بے قرار رہتا ہے ڈاکٹر کو دکھاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اندرون جسم کوئی غدود ہے۔

یہی حال مرشد کامل کا ہے کہ وہ مریدوں کے اندرونی حُسن و قبح سے واقف ہوتا ہے اور تزکیۂ نفس کی تعلیم دیتا ہے اور رفتہ رفتہ ان امور و اسرار سے واقف کراتا ہے جس سے اندرونی قوتوں اور جذبوں کی قدر و قیمت کا پتہ لگتا ہے۔

اسلام نے رہبانیت کو خارج کیا ہے مگر اس سے منع نہیں کیا کہ ہم روحانیات میں کسی پیر کامل کے وسیلہ سے ترقی نہ کریں اور وہ راستے طے نہ کریں جو روحانی منزل کے سفر میں پیش آتا ہے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا محترم ارشاد (مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ) صدیوں سے اثر پذیر ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ بغیر کسی روحانی ڈاکٹر کے کوئی اور بھی نفس کی حقیقت سے آگاہ کر سکتا ہے۔ ہم تو بغیر ڈاکٹر کی مدد کے اپنے ایک ادنیٰ عضو کی تشریح بھی نہیں کر سکتے چہ جائیکہ نفس کی حقیقت پر بغیر کسی روحانی طبیب کے عبور کر جائیں۔

اِس دور فلسفہ میں جب ہم ہر بات میں کسی رہبر کے متلاشی رہتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم روحانیات کے رہنماؤں کی ضرورت سے انکار کریں۔

بیعت کی فلاسفی اور طلب رشد کی حکمت سے انکار کرنا اِن واقعات سے منکر ہونا ہے جو تیرہ سو سال سے اس رنگ میں اسلامی جماعتوں میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں کیا صوفیہ کرام علماء کی فہرست میں داخل نہیں ہیں؟ کیا علمائے کرام نے مشائخین کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور ان کی عظمت کو تسلیم نہیں کیا؟

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں ایسے نفوس مقدسہ کم و بیش ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں یہ زمانہ بھی ایسے نفوس مقدسہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔

گو تزکیہ اخلاق کے احکام شریعت میں مذکور ہیں لیکن محض احکام کے جاننے سے تزکیۂ ...

نہیں ہوتا۔ علمائے ظاہر اخلاق کی حقیقت و ماہیت سے بخوبی واقف ہوتے ہیں لیکن خود ان کے اخلاق پاک نہیں ہوتے یہ مرتبہ مجاہدات اور فنائے نفس سے حاصل ہوتا ہے اور اسی کا نام طریقت یا تصوف ہے

جس طرح علوم ظاہری کے سیکھنے کا ایک خاص طریقہ مقرر ہے جس کے بغیر وہ علوم حاصل نہیں ہو سکتے اسی طرح اس علم کا بھی ایک خاص طریقہ ہے جب تک اس طریقہ کا تجربہ نہ کیا جائے اس کے انکار کرنے کی وجہ نہیں سینکڑوں بزرگ جن کے فضل و کمال سے کوئی انکار نہیں کر سکتا نہایت وثوق اور اذعان سے اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ علم باطن بھی ایک علم ہے تو انکی شہادت پر کیوں نہ اعتبار کیا جائے سینکڑوں ایسے علماء گذرے ہیں جن کو علم باطن سے قطعاً انکار تھا لیکن جب وہ اس کوچے میں آئے اور خود ان پر وہ حالت طاری ہوئی تو وہ سب سے زیادہ اس کے معترف بن گئے۔ حضرت موسیٰ کو بھی روحانیات میں حضرت خضر کی رہبری حاصل کرنی پڑی صحیح بخاری میں آیا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایکمرتبہ بنی اسرائیل کے ایک بہت بڑے مجمع میں کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے کسی شخص نے سوال کیا کہ اے موسیٰؑ کوئی شخص دنیا میں تم سے زیادہ عالم بھی ہے تو موسیٰ نے زمانہ حال کے ارباب ظاہر کی طرح نفی میں جواب دیا خدائے تعالیٰ کو حضرت موسیٰ کا یہ دعویٰ ہمہ دانی نہایت شاق گذرا۔ وحی آئی کہ اے موسیٰ ہمارا ایک بندہ اور بھی ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے تم اس کے پاس جاؤ حضرت موسیٰ کو جب حضرت خضر علیہ السلام کا حال معلوم ہوا تو آپ کو ان سے ملنے کا بیحد اشتیاق ہوا چنانچہ اس کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے

(و اذ قال موسیٰ لفتٰہ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا) (۱۵-۱۸) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچ جاؤں (اور اگر وہاں پہنچ گیا تو خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے گی ورنہ نہ پہنچا) اس طرح ایک مدت دراز تک چلتا رہوں گا۔

دیکھو موسیٰ علیہ السلام باوجود علم و فضل کے خضر علیہ السلام کی طلب میں مجمع البحرین تک کا سفر گوارا فرماتے ہیں واقعی عالم ہونے کے بعد بھی ہم کو ایک خضر منش بزرگ کی بڑی ضرورت ہے تاکہ انکی صحبت میں رہ کر اس کا علم حاصل کیا جائے (جیسا کہ اس آیت سے مستنبط ہوتا ہے)

اب رہا یہ کہ اس علم کا کیا ثبوت ہے سو اس سوال کا حل اس آیت میں موجود ہے۔

فوجدا عبدا من عبادنا اٰتینٰہ رحمۃ من عندنا[1] و علمنٰہ من لدنا علما[2] الخ

ترجمہ موسیٰ اور انکے خادم دونوں نے جب بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تھی اور اسے اپنے پاس کا علم سکھایا تھا۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ خضر علیہ السلام کو ایک ایسا علم دیا گیا ہے جسکو خدا اپنے پاس کی رحمت فرماتا ہے رہی یہ بات کہ اس علم کا کیا نام ہے سو اسکے لئے یہ آیت پیش کیجا سکتی ہے (قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علیٰ ان تعلمن مما علمت رشدا)

[1] رحمۃ من عندنا کی نسبت مفسرین کے اقوال:

مدارک ھی الوحی والنبوۃ او العلم او طول الحیاۃ البیضاوی الشیرازی ھی الوحی والنبوۃ۔ الجلالین نبوۃ فی قول وولایۃ فی آخر و علیہ اکثر العلماء:

[2] و علمنٰہ من لدنا علما کی نسبت اقوال:

مدارک الاخبار بالغیوب وقیل العلم اللدنی ما حصل للعبد بطریق الالہام بیضاوی و ما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا

وھو علم الغیوب جلالین من قبلنا ای معلوم من المغیبات:

موسیٰ نے خضر سے کہا کہ کیا میں اس امید پر آپکے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے اس میں سے کچھ سکھا دیں جو آپ کو رشد سکھایا گیا ہے۔ یہ آیت صاف طور سے بتا رہی ہے کہ اس علم کا نام عربی میں رشد ہے اور اسی مناسبت سے اس کے عالم یا معلم کو مرشد کہا جاتا ہے۔

قرآن شریف میں دوسری جگہ مرشد کا لفظ ولی کی صفت کے ساتھ بہترین معنوں میں آیا ہے۔ خدا فرماتا ہے (من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا ۱-۱۸) جسے اللہ ہدایت کرے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے (اے نبی) تم ہرگز اس کا کوئی دوست ہدایت کرنیوالا نہ پاؤگے۔ آیات بالا پر غور کرنے سے یہ اچھی طرح واضح ہو سکتا ہے کہ ہم کو مرشد کی کہاں تک ضرورت ہے اور نیز یہ آیت خاص طور سے بتا رہی ہے کہ بغیر مرشد کی رفاقت کے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے صوفیہ کرام نے اسی بنا پر کہا ہے کہ (من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان) بعض لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ خضر کو علم وغیرہ کچھ بھی نہیں دیا گیا تھا صرف دو تین باتیں معلوم کرا دی گئی تھیں یہ محض ان لوگوں کی مجرد رائے ہے ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ اس بارے میں حدیث نبوی کیا کہتی ہے اور حدیث بھی سو جو صحیح بخاری کی جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے اس میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قول صاف طور پر مرقوم ہے کہ جب موسیٰؑ نے خضرؑ سے علم سیکھنے کی درخواست کی تو خضر نے فرمایا اے موسیٰ خدا نے تم کو ایک علم دیا ہے اور ایک مجھے عنایت فرمایا ہے جو علم تمہیں حاصل ہے وہ مجھے میسر نہیں اور جو مجھے نصیب ہے وہ تم کو نہیں دیا گیا ہے۔ اس حدیث سے صاف طور پر عیاں ہو رہا ہے کہ یہ ایک علیحدہ علم ہے جو موسیٰ کو اس سے پہلے نہیں دیا گیا تھا رہا یہ کہ یہ علم کیا ہے اور کیونکر حاصل کیا جاتا ہے اور اس علم سے کیا کیا باتیں ظہور میں آتی ہیں اس کے لئے طوالت چاہیئے بالفعل اسکے مختصر فوائد آپ قرآن ہی میں دیکھیں کہ خضر نے موسیٰ کو اپنے ہمراہ لے کر کیا کیا کام کئے۔ عملی طور پر علم رشد کا فائدہ پیش کر دیا کہیں تو کشتی توڑ دی اور فرمایا کہ ایک ظالم بادشاہ اس طرف آ رہا تھا جو نئی کشتیوں کو اپنے کام میں مفت جبراً لینا تھا حالانکہ کشتی ابھی اس کے ملک کو نہیں پہنچی تھی کہ پہلے سے اسے معلوم کر لیا اور کہیں ایک لڑکے کو مار ڈالا اور فرمایا کہ اس کے ماں باپ نیک بخت اور ایماندار تھے اور اسکی وجہ سے ان پر کفر کا خوف تھا حالانکہ وہ لڑکا نابالغ تھا آئندہ جو باتیں اس سے ہونیوالی تھیں وہ ابھی سے معلوم کر لیں اور کہیں گرتی ہوئی دیوار (بغیر اسباب ظاہری کے) سیدھی کر دی حالانکہ دیوار ابھی نہیں گری تھی۔ گرنے سے پہلے جان لیا کہ وہ بہت جلد گریگا۔ اس کے نیچے موجود تھا اسے بھی معلوم کر لیا اور یہ بھی جان لیا کہ یہ مال یتیموں کا ہے جو ان کے ماں باپ نے ان کے لئے رکھ چھوڑا ہے اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ دیوار گرنے کے بعد یہ مال کسی کے قبضہ میں چلا جائے گا اور یہ حقدار محروم رہیں گے۔ بہرحال خضر نے کسی جگہ وقایع کے ظہور سے پہلے ہی معلوم کر لیا جس کو غیب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور بغیر اسباب ظاہری کے گرتی ہوئی دیوار کو سیدھا کر دیا جس کو خرق عادت کہا جاتا ہے اور خرق عادت نبی سے ہو تو معجزہ اور ولی سے ہو تو کرامت اور جو کافر سے ہو تو استدراج کہا جاتا ہے اور نیز مخفی دفینہ کو دیکھ لیا جس کو مکاشفہ کہتے ہیں پس یہ

[1] مدارک علما ذا رشد ای علما ارشد بہ فی دینی رشدا وفیہ دلیل علی انہ لا ینبغی لاحد ان یترک طلب العلم وان کان قد بلغ نہایتہ وان یتواضع لمن ھو اعلم منہ بیضاوی علما ذا رشد وھو اصابۃ الخیر۔ (وما لم تحط بہ خبرا) بیضاوی۔ وکیف تصبر وانت نبی علی ما اتولیٰ امورا ظواھرھا مناکیر

ولو اطھا لم تحط بھا خبرک:

وہ ساری باتیں جو خضر علیہ السلام نے علم رشد کے ذریعہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے عملی طور پر ظاہر کردیں اور دوسرے الفاظ میں یہ بات بھی ثابت ہوگئی یہ بغیر اس علم کے ایسی باتیں حاصل بھی نہیں ہوسکتیں اسی علم رشد کو ہمارے زمانہ میں طریقت یا تصوف یا سلوک سے نامزد کیا گیا ہے۔

اس جگہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ علم خضر علیہ السلام کو ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ان کے ذریعہ سے نصیب ہوگیا مگر کیا ہمارے سید المرسلین کو نہ ہوا اور کیا اس لئے کہ آپکی امت جو خیر الانام ہو اور آپکے علما جو بنی اسرائیل کے انبیا کے مثیل ہیں محروم رہیں ماشا و کلا ایسا تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔

تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ جو باتیں تمام انبیاء علیہم السلام کو فرداً فرداً عطا ہوئی تھیں وہ تمام وکمال آپ کو ملیں اسی واسطے آپ کے ورثا علما ہیں جو ایسی باتیں حاصل کرکے دنیا کی عبرت کے لئے انبیاء سابقین کی طرح حیرت انگیز معاملے ظاہر کرتے ہیں۔

اب ہم اس کے ثبوت میں چند احادیث پیش کرتے ہیں۔

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم یاد کئے (یعنی سیکھے) ایک وہ علم ہے جسکو میں نے ہر خاص وعام کو بتایا اور دوسرا علم وہ ہے اگر میں اسکو ظاہر کروں تو (بوجہ اختلاف رائے) میری گردن اڑا دی جائے۔ (رواہ البخاری)

اس حدیث سے دو امر مستنبط ہوتے ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کی احادیث پائی تھیں جن میں بعض علوم ظاہر کے متعلق تھیں اور بعض کا تعلق علم باطنی سے تھا۔

(۲) یا جو احادیث سنی تھیں ہر حدیث میں دو معانی ظاہر و باطن کے پائے گئے یہ دونوں صورتیں صحیح ہوسکتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جن احادیث کا تعلق احکام ظاہر سے تھا اسکی عام طور پر اشاعت کی اور جو احادیث اسرار باطن سے متعلق تھیں یا عام فہم نہ تھیں اس کے معانی ومطالب خواص ہی تک محدود رکھے۔

بعض لوگوں نے علم ثانی سے علم باطنی مراد لینے میں بدیں وجہ اختلاف کیا ہے اولاً یہ کہ علم ثانی سے علم باطنی مراد لی جائے تو اس سے حضرت ابوہریرہ کی تخصیص پائی جائے گی اور لازم آئے گا کہ دوسرے صحابہ اس علم سے بے بہرہ تھے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ دوسرے یہ کہ باوجود علم دین کے پوشیدہ کرنے کی مذمت وارد ہونے کے حضرت ابوہریرہ نے اس علم کو کس طرح پوشیدہ رکھا۔

یہ اعتراضات الفاظ حدیث پر غور کرنے سے خود بخود مرتفع ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے یہی کہا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو ظرف علم کے لئے یعنی دو قسم کی احادیث کو سنا یا جن احادیث کو پایا اس کے دو معانی مجھے بتلائے گئے ایک کی میں نے عام طور پر اشاعت کی اور دوسری کو خواص تک محدود رکھا۔

پس اس سے آپ پر علم باطنی کا حصر لازم نہیں آتا اور ظاہر ہے کہ کسی بات کو عوام پر ظاہر نہ کرنا خواص سے چھپانے کی دلیل نہیں ہوسکتی الغرض یہ دوسرا علم جس کا اشارہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں وہ علم باطن ہی ہے۔

(۲) حسن بصری فرماتے ہیں کہ علم دو ہیں ایک علم تو دل میں ہے اور یہی علم نفع دینا ہے دوسرا علم زبان پر ہے اور یہ اللہ جل شانہ کے ہاں حجت ہے (دارمی)

ملا علی قاری اس روایت کی یوں تشریح فرماتے ہیں کہ اول علم کو علم باطن کہتے ہیں اور دوسرے علم کو علم ظاہر لیکن علم باطن اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک ظاہر کی اصلاح نہ کیجائے اور علم ظاہر مکمل نہیں ہوتا جب تک باطن کی اصلاح نہ ہو۔

(۳) اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔ بخاری

ایمان اور اسلام کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ احسان یہ ہے کہ اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ علاوہ عقائد ضروریہ اور اعمال ظاہرہ کوئی اور چیز بھی ہے جس کا نام احسان آیا ہے اور پھر اس کی حقیقت بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ یہی طریق باطن ہے جسکو علمار باطن نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کیونکہ بغیر اس طریق کے ایسی حضوری ہرگز میسر نہیں آسکتی۔ چنانچہ اس بارہ میں سینکڑوں معتبر آدمیوں کی شہادت موجود ہے جسکے غلط ہونے کا عقل کو احتمال نہیں ہوسکتا کہ ہم کو اہل باطن کے پاس بیٹھنے سے ایک نئی حالت اپنے باطن میں عقائد فقہ کے علاوہ محسوس ہوتی ہے جو پہلے نہ تھی اور اس حالت کا یہ اثر ہے کہ طاعت الٰہی کی رغبت اور معاصی سے نفرت ہو جاتی ہے اور عقائد اسلامیہ روزافزوں پختہ ہو جاتے ہیں یہ اور اس جیسی بہتیری باتیں ایسی ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طریق باطن بھی کوئی چیز ہے الغرض جب تک پیر کامل کی ہمنشینی اختیار نہ کیجائے علوم باطنہ کا کشف نہیں ہوسکتا ارباب ظاہر اس کیفیت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اس علم کے فوائد میں یہ بھی ہے کہ امراض باطنی مثل کبر وانانیت وغیرہ جو دل میں پیدا ہوجاتے ہیں اسکا ازالہ ہوجاتا ہے کیونکہ اسکے باطنی مشاغل ایسے ہیں کہ اگر انکو جاری رکھا جائے تو اسکی جگہ یہ لے لیتے ہیں اور اعلیٰ یہ ہے کہ طالب پر خدا کی ذات کا یقین کامل ہوجاتا ہے اور اس علم کے ذریعہ جو حیرت انگیز مشاہدے ہوتے ہیں وہ اسکو یقین کامل پر مجبور کردیتے ہیں بشرطیکہ وہ انصاف کو زیر نظر رکھے یہ امر مسلمہ ہے کہ اسلام ایک مکمل مذہب ہے اس میں ہر قسم کی تعلیم کا ہونا ضروری ہے منجملہ اسکے ایک تعلیم روحانی بھی ہے جسکو ہم نے پیش کردیا اور اس کے فوائد بھی بتا دیئے ہیں۔ اس کے بعد میں جہاں تک خیال کرتا ہوں ہم کو نہ مسمریزم سیکھنے کی ضرورت اور نہ ہپناٹزم وفری مشن لاج میں شریک ہونیکی حاجت ہے روحانی تعلیم کا اسلام نے جس انداز میں اہتمام کیا ہے وہ ہر طرح سے طالب کو بے پرواہ کرنے کے لئے کافی ہے اگر خدانخواستہ یہ علم اسلام میں نہ ہوتا تو کل خدا کے سامنے مسلمانوں کو یہ کہنے کا موقع حاصل تھا کہ اسلام میں روحانی تعلیم موجود نہ تھی اس لئے ہم نے مسمریزم وفری مشن لاج وغیرہ میں شرکت کی تھی۔ اب جب کہ اسلام میں روحانی تعلیم موجود ہے تو مسلمانوں کو اس کے حصول کی جانب بہت جلد متوجہ ہوجانا چاہیئے اس پر بھی کوئی مسلمان اس تعلیم کو چھوڑ کر غیر اسلامی تعلیمات سے فائدہ اٹھانے لگے تو یہ اسکی سمجھ ہے جو اسکو گمراہی پر چلانا چاہتی ہے۔ میرے خیال میں مسلمانوں کا اس علم سے بے بہرہ ہونیکا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعض خشک مولویوں نے اس علم کا سرے سے انکار کردیا ہے اور بعضے تو صاف الفاظ میں یہ کہنے لگے ہیں کہ یہ اسلامی تعلیم ہرگز نہیں ہے پیری مریدی محض ایک ڈھکوسلہ ہے افسوس ان حضرات نے قرآن وحدیث پر غور نہیں فرمایا اور غور کرتے ہی کیا اسباب ثدار دایسے حضرات کا غور کرنا نہ کرنا یکساں ہے۔

عابدی نظامی

قرآن شریف کی توحید

فاعلموا انه لا اله الا الله
الله لا اله الا هو الحی القیوم

جان لو اللہ کے سوا دوسرا معبود نہیں ہے
اللہ ہی ہے اس کے سوا دوسرا نہیں - وہ ہمیشہ زندہ سلامت ہے۔

شهد الله ان لا اله الا هو

خود اللہ گواہی دیتا ہے کہ سوائے ایک اللہ کے دوسرا نہیں ہے۔

لیس کمثله شیءٌ

اللہ جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔

کل شیءٍ هالك الا وجهه

ہر چیز نابود ہونیوالی ہے مگر خدا کی ذات

فاینما تولوا فثم وجه الله

تم جس سمت رخ کرو اُدھر ہی اللہ موجود ہے۔

وهو الذی فی السماءِ الٰهاً وفی الارض الٰهاً

اور وہ وہی اللہ ہے جو آسمانوں میں بھی اللہ ہی مانا جاتا ہے اور زمینوں بھی اللہ مانا جاتا ہے

ولله یسجد من فی السموات والارض طوعاً وکرهاً

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتی ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں، خوشی سے اور مجبوراً۔

وهو معکم اینما کنتم

اور وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی ہو۔

ان الله معنا

یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے ۞

فانی قریب

اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے نزدیک ہوں ۞

ونحن اقرب الیه من حبل الورید

اللہ فرماتا ہے ہم انسان کے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں ۞

وکان الله بکل شیءٍ محیطا

اور اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوتے ہے ۞

وهو علی کل شیءٍ محیط

اور اللہ ہر چیز پر محیط ہے ۞

ما لکم من اله غیره

اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی دوسرا اللہ نہیں ہے ۞

هو الاول والاخر والظاهر والباطن ۞

اللہ ہی اوّل ہے، اللہ ہی آخر ہے، اللہ ہی ظاہر ہے۔ اللہ ہی باطن ہے ۞

احادیث کی توحید

کان الله ولم یکن معه شیئا
(امام احمد بن حنبل)

اللہ ہے اور اس کے ساتھ کوئی چیز غیر نہیں ہے ۞

کان الله ولم یکن شیئا قبله
(بخاری)

اللہ ہے، اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی ۞

کان الله ولم یکن شیئا غیره
(بخاری)

اللہ ہے اور نہیں ہے کوئی چیز اس کے بغیر ۞

ان تعبد الله کانک تراه
(سب صحاح ستہ)

تو اسکی اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے ۞

الا کل شیءٍ ما خلا الله باطل
(بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

آگاہ ہو جا تو ہر چیز اللہ کے سوا باطل ہے،

انت نور السموات والارض ومن فیهن
(بخاری، مسلم)

تو ہی آسمانوں اور زمینوں کا اور جو ان کے درمیان ہیں انکا نور ہے ۞

راٰه محمد مرتین
(بخاری، مسلم، ترمذی)

محمد نے خدا کو دو دفعہ دیکھا ۞

خلق الله آدم علی صورته
(بخاری، مسلم، نسائی)

اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ۞

فان الله قبل وجهه اذا صلٰه
(بخاری، مسلم، نسائی)

جب بندہ نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ اسکی طرف متوجہ کر لیتا ہے ۞

فان ربه بینه وبین القبلة
(بخاری)

بندہ جب قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے بیچ میں ہوتا ہے ۞

اذا احب عبدی لقائی احببت لقائه (بخاری، احمد، مالک نسائی)

جب بندہ مجھ سے ملنے کی خواہش کرتا ہے تو میں اس سے ملنے کی خواہش کرتا ہوں ۞

انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاه
(بخاری)

میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں ۞

انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی۔
(بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، احمد)

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، اور میں اس کے پاس ہی ہوں، جب وہ مجھکو یاد کرے ۞

ابیت عند ربی، وهو یطعمنی ویسقینی (بخاری، مسلم)

میں رات کو اپنے خدا کے ساتھ رہتا ہوں، اور وہی مجھکو کھلاتا پلاتا ہے ۞

اماموں کی توحید

لن تنالوا البر حتی تنفقوا عما دونه
(حضرت امام جعفر صادق)

تمکو ہرگز بھلائی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک تمام غیر خدا سے جدا نہ ہو جاؤ ۞

ان لا تریٰ غیرہٗ وجوداً (غوث الاعظم) توحید یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی غیر کو موجود نہ جانے

گرو اور مُرشد کی فضائل

احادیث نبوی سے

احیوا الفقراء وجالسوهم (حاکم عن ابی ہریرہ رضؓ)
درویشوں کا خیر مقدم کرو اور ان کے پاس بیٹھا کرو ❖

هم الجلساء لا یشقیٰ جلیسهم (بخاری)
وہ فقراء ایسے ہم نشین ہیں جنکے پاس بیٹھنے والے کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ❖

خیارکم الذین اذا رأؤا ذکر الله (ابن ماجہ)
تم سب سے بھلے وہ لوگ ہیں کہ جب انکو دیکھو خدا کے ذکر میں مصروف پاؤ ❖

اعظم الناس درجةً الذاکرون الله۔ (بیہقی)
آدمیوں میں بڑے درجے والے وہ ہیں جو خدا کا ذکر کرتے رہتے ہیں ❖

وجوههم علی صورة القمر لیلة القدر۔ (بخاری و مسلم)
فقراء جب جنت میں جائینگے تو انکے چہرے شب قدر کے چاند کی طرح چمکتے ہونگے ❖

الشیخ فی قومه کالنبی فی امته۔ (دیلمی، سیوطی)
مرشد اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے اپنی اُمت میں نبی ❖

من مات بغیر امام مات میتةً جاهلیةً (احمد، ترمذی)
جو شخص بغیر گرو مرشد اور امام کے مرگیا اُس کا مرنا جاہلیت کا سا ہوگا ❖

من مات ولیس فی عنقه بیعةً فمات میتةً جاهلیة (مسلم اور ابن ماجہ)
جو شخص مرگیا اور کسی کا مُرید اور چیلا نہیں ہوا، پس اسکی موت جاہلیت کی ہوئی ❖

نظم کی حمد

وہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سب جا موجود رہنے والا
سب کے باطن ہوں ظاہر اُنپر سب حال ہیں ہے ناظر
صد حیف تو ہمیں پائے نقصان پھر جائے تو جائے تیرا ایمان
مُنہ پھیر کے یار کے لقا سے آنکھ اپنی لڑالئے ماسوا سے
اور اسکی رہ رضا کو چھوڑے منہ اوری سمت اپنا موڑے
بھٹکے جو تو راہ چلتے چلتے رہ جائے گا ہاتھ ملتے ملتے

خلاق جہان کے جو سوا ہے بس اس کو زوال ہے فنا ہے
اعیان میں ہے حقیقت اسکی معلوم خارج میں وجود اس کا معدوم
اعیان میں ہے صورت اسکی مفہوم عالم میں خیال کے ہے موہوم
کل اس کا نمود تھا نہ تھی بود ہے آج نمود غیر موجود
اس بود و نمود سے ہے پیدا کل دیکھئے اس سے کیا کھلیگا

یارب جو حبیب ہیں محمدؐ پہونچا انپر درود بےحد
جن کو ہے عطا مقام محمود امت کی شفاعت ان سے مقصود
بیدا انپر سلام پہونچا ہردم ہر صبح و شام پہونچا
آنکھوں سے اٹھا حجاب غفلت روشن کر دیدۂ بصیرت
جو چیز ہو جیسی فی الحقیقت ہم کو تو دکھادے اسکی صورت
جلوہ اس ہستی کا ہم پر ہوجائے کہیں نہ ہست بن کر
اپنی ہستی پہ نیستی کا ہرگز ڈالے نہ کھ تو پردا
ہیں ساری یہ صورتیں خیالی مرآت تجلی جمالی
ان سے پائیں تری حضوری بن جائیں کہیں نہ وجہ دوری
سارے یہ نقوش رنگ والے اندھے پن کے نہیں نہ آئے
ہم کو ہم سے رہا تو کردے اور آپ سے آشنا تو کردے

(از ترجمہ سوانح جامی)

اور حمد و نعت

(از موحد کامل راجہ گردھاری پرشاد منسی راجہ محبوب نواز ونت بہادر تخلص باقی حیدرآباد دکن)

اس پاک کو حمد نام جس کا ہے خدا پایا نہیں خلق میں اسکے سوا
اس کے جمال کا جہان آئینہ دنیا میں نہ دیکھا، مگر اس کو دیکھا

اللہ کی تجلی ہے، ظہور اسمار ہم نے اسے پایا بحضور اسمار
خورشید سے جس طرح منور ہے قمر یوں خلق منور ہے بنور اسمار

یارب تجھے پہچانا کہ تو ہے معبود واں میں نے کیا سجدہ جہاں ہے مسجود
پایا ہے تجھی کو میں نے سب اشیا میں ہے تو ہی وجود اور تو ہی موجود

نعت

کو من میں چاہتا ہے اگر اپنا بھلا رہ بندگی نبی سے سجدہ میں پڑا
تو سمجھے یا نہ سمجھے باقی بیشک حق ہے وہی جو کچھ کہ پیمبر نے کہا

تجھکو ہے دوعالم کی شفاعت لایق
رکھتا ہوں میں تجھی سے امید راسخ
خورشید حقیقت ہی جہاں میں بیشک
صادق مخبر ہے مثل صبح صادق

وہ ذات مقدس ہی جہاں میں حاضر
اور جملہ جہانیاں کا وہ ہے ناظر
باقی کا ہے ہاتھ اور دامان رسول
ہے دونوں جہاں میں ایک محمد ناصر

واہ گرو نامہ

(از جناب رائے بندرابن صاحب بہادر اکبرآبادی)

ذیل میں جو نظم درج کی جاتی ہے اسکو شاعری کی نظر سے دیکھنا غلطی ہی بلکہ گرو کی محبت اور مسائل تصوف کی تعلیم اور ذوق خالص کی نگاہ سے پڑھنا چاہیئے۔

(ایڈیٹر)

یہ دنیا جائے قیام نہیں، دو روز میں یہاں سے جانا ہے
کیوں مال خزانہ جمع کیا، کس واسطے تنبو تانا ہے
کیوں دام میں دنیا کے آیا سودائی ہے، دیوانہ ہے
ہاں صاف نکل اس پھندے سے لے جان اگر مردانہ ہے
سب کام تیاگ جپ نام نشمبھر واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

کیوں حرص و ہوا میں جاکے پھنسا اے دل کیا تجکو سودا ہے
ہے خوف کی جا، دہوکے کی جا، اس جا پہ نہایت کھٹکا ہے
کل امر ہیں دنیا کے بیجا، سب چھوڑ یہ تجھے زیبا ہے
اس کام میں سب کچھ بہتر ہے اگر عقل سی تجکو بہرا ہے
سب کام تیاگ جپ نام نشمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

بے سود ہے اے دل خواہش زر اور ہیچ ہی یہ آرائش تن
بیکار ہے خوبوں کی الفت، بیرنگ ہی گلگشت گلشن
بیفائدہ اسپ و فیل و شتر، بیحاصل تعمیر مسکن
گر عقل ہے، ایک ذرہ تجھکو دن رات جپا کر یہ سمرن
سب کام تیاگ جپ نام نشمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے، سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

جو دلڈر کی کہنے والے ہیں، اور اس کوچہ میں وہ رہتے ہیں
وہ تلخ بہت کچھ کہتے ہیں، گو رنج و مصیبت سہتے ہیں
جب کہتے ہیں حق ہی کہتے ہیں، گو بحر الم میں بہتے ہیں
جو مرد حقیقت بیں ہیں، اے دل وہ دم دم پر یہ کہتے ہیں
سب کام تیاگ جپ نام نشمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

جو کل کرنا ہے آج کرو جلدی کرنا اچھا ہے
گھڑی میں کچھ ہے، گھڑی میں کچھ ہے کل کو کس نے دیکھا ہے
تو دل میں اپنے سوچ ذرا، ابلیس تو دشمن سب کا ہے
میدان ہی اور گوئے بھی، اب جھٹ پٹ آ گیا عرصا ہے
سب کام تیاگ جپ نام نشمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے، سکھ چین بڑھے اور پاک رہے سارا تن من

گھٹ میں تیرے باجے انحد، سنا کرو تم آٹھو جام
سنتے سنتے الکھ سکھو گے، سنت بتادیں اس کو نام
دھیان ہے جس کا وہی ملیگا، نہیں ہے اسمیں ذرا کلام
متھیا بھرم وہی تو خود ہے، مجھکو بھایا ہے یہ کام
سب کام تیاگ جپ نام نشمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

ہو نٹھ بن کر، چین پیچ لے، کان روک گذرے از از
خیال سہسم طرف راست کے مقابل ابرو سن آواز
سوہنگ دوار، اس میں سب کچھ اور جگت کو کہتے ساز
یہی معرفت یہی حقیقت اس پہ مجھکو ہے گا ناز
سب کام تیاگ جپ نام نشمبھر واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

گر عیش کی تجکو خواہش ہے، تو جنت ہے تیری منزل
دگر تمنا نہیں ہے تیری درپن سا رکھ اپنا دل
محو ذات چوں موج بدریا نور میں نور سے ہو واصل
تسبیح بھی، اور ذکر بھی ہے، وہی بس اپنا آب و گل
سب کام تیاگ، جپ نام نشمبھر واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے، سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

کل محیط وحدت تھا حقا کوئی نہ تھا مقام یا چیز
پیدایش تیری کہاں سے آئی، اپنے دل میں کرو تمیز
انا الحق ہے قول حقیقت یہی سمجھ ہر قلب عزیز
دردیکھی شمن میں یہی اور یہی گذارش لے دل تیز
سب کام تیاگ جپ نام نشمبھر واہ گرو کہہ بندرابن

بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

نفس امارہ ازبس ناقص، مطیع جو ہوگا اس کا تو
دوزخ ملے آگ کے کھمبے، سڑے بدن آوے بدبو
بچھو بھونرے، سانپ چھپکلی تن میں لپٹیں سیاہ ہو رو
حفظ میں رکھے اسے حق تعالیٰ تو یہی ہے دل میں گفت وشنو

سب کام تیاگ جپ نام سمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

جس کوچہ میں ہو جاتا ہوں، سنتا ہوں وہاں چرچا ہے یہی
افسوس وہ دنیا تجتا ہے، سمجھاؤ چلو اچھا ہے یہی
خوب ہا وہ لاکھ کہیں تقدیر کا یہاں لکھا ہے یہی
کہیں گو کہ بگاڑ دو، پر دل کو مرے بھایا ہے یہی

سب کام تیاگ جپ نام سمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے، سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

ان لوگوں کی گر سنتے ہو، یہ کام سراسر بدتر ہے
ہے حال یہاں گمراہی کا ہوشیار رہو اس جا ڈر ہے
اس کام میں جلدی لازم ہے، تجویز وہی اچھی گر ہے
زنہار کسی کی اب نہ سنو، جو دل میں سمائی بہتر ہے

سب کام تیاگ جپ نام سمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے اور پاک رہے سارا تن من

بے فائدہ ناصح بکتا ہے، سنتا ہوں کسی کی کب میں بھلا
کیا جانے کوئی اس لذت کو جو کچھ کہ اٹھایا دل نے مزا
کس طرح سے میں مشتاق نہ ہوں، افلاک سے آتی ہے یہ صدا
میں کان سے اپنے سنتا ہوں، فرماتا ہے خود رب مرا

سب کام تیاگ جپ نام سمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

یہ ناصح کچھ دیوانہ ہے، کیا فائدہ ان تدبیروں سے
ہم پند اس کو کہتے ہیں جو پند ہو پر تاثیروں سے
یہاں ظرف نہیں اپنا ایسا جو بحث کریں بے پیروں سے
بندرابن نانک گن گاؤ، کیا حاصل ان تقریروں سے

سب کام تیاگ جپ نام سمبھر، واہ گرو کہہ بندرابن
بس مکت ملے سکھ چین بڑھے، اور پاک رہے سارا تن من

منازل حصول معرفت الٰہی

(از مین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر چشتی سابق وزیر اعظم حیدرآباد دکن)

۱۔ **موافقت**۔ دوست کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھنا۔

۲۔ **میل**۔ اللہ کے سوا ہر دو عالم کو دل سے بھلا دینا۔

۳۔ **موانست**۔ سب کو کھو دے اور اس کو پکڑے۔

۴۔ **مودت**۔ کمال عاجزی۔ فروتنی۔ خوف اور خشوع و خضوع قلبی کیساتھ ہر دم اللہ ہی کی جانب متوجہ رہنا۔

۵۔ **ہوا**۔ خواہشات نفسانی سے دل کو پاک و صاف رکھنا۔

۶۔ **خلت**۔ بدن کے تمام اعضا کو ماسوا سے خالی کر دینا۔

۷۔ **الفت**۔ بری باتوں سے پاک ہو کر آئندہ کے واسطے نیک افعال اعمال سے تیار رہنا۔

۸۔ **شفقت**۔ شوق الٰہی سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے تو ضابط رہنا اور افشائے راز نہ کرنا۔

۹۔ **تتیم**۔ اپنے آپ کو صرف محبت کا بندہ سمجھے۔

۱۰۔ **ولہ**۔ اپنے دل کو انوار حسن سے روشن کر کے نشہ عشق حقیقی سے سرشار ہو کر اپنے آپ کو بھول جائے۔

جب انسان ان اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے تو روح پریم کی مستی میں مگن ہو جاتی ہے اور عاشق ہر وقت جمال یار کے دید درشن میں مستغرق رہتا ہے۔ اور ایسے موقع پر اسکو یہ کہنا پڑتا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

حضرت بابا کبیر صاحب جو عشق حقیقی کے متوالے اور دریائے معرفت میں ڈوبے ہوئے ہیں فرماتے ہیں کہ تصوف کیا ہے؟ سادھو ایک آپ سب ماہیں۔

دو جا کرم بھرم ہے کرتم جیون درپن کی چھایئں

ترجمہ۔ ایک آپ ہی آپ وہ سب میں رما ہوا ہے۔ سب کرم بھرم جو اسکی جستجو میں ہے اور جستجو کئے جاتے ہیں وہ صفاتی اور وہمی ہیں۔

ناظرین اس سے بھی واقف رہیں کہ بعد مہاراج سری کرشن کے اس آسمان تصوف کے چند روشن ستارے قوم ہنود میں اور بھی ہوئے ہیں۔ اور سب کے دلوں پر انکی اُس روشنی کا پرتو پڑا ہے اور جن کے نام نامی کے انوار آج تک دنیا کو روشن کر رہے ہیں۔ یعنی مہاراج شنکر آچاریہ اور بابا نانک شاہ پنجاب کے خضر۔ اور حضرت

واہ گرو سکھ فرقہ کا خاص کلمہ ہے اس لفظ میں کل چار حرف ہیں، اصل لفظ وہ گرو ہے۔ چونکہ ست جگ میں واسدیو کا جاپ تھا واؤ اسکا ہے، تریتا جگ میں ہر کا جاپ چلتا ہے اسکی ہ۔ دواپر جگ میں گوبند کا جاپ تھا گاف اسکا ہے۔ کل جگ میں رام جاپ ہو رہے اسکی ر۔ گویا ہر زمانہ کی عبادت کے حروف ایک لفظ میں جمع ہیں۔ سکھ آپس میں سلام کرتے ہیں تو واہ گرو کا خالصہ سری واہ گرو جی کی فتح کہتے ہیں۔ آپ بندرابن صاحب نے اس نظم میں یہی پیش نظر رکھا ہے۔ "حسن نظامی"

کبیر داس۔ یہ بظاہر تعین کی شکل میں قوم ہنود سے کہلاتے تھے جنہوں نے عموماً ایشور کے بندوں اور خصوصاً ایشور بھگت اور پریمیوں کے لئے اس شاہ راہ کی خصوصیت اختیار کی تھی اور ان کو منزل مقصود پر پہنچا دیا تھا۔ ایشور ان بھی نیک توفیق دے!

بعض صوفیوں کا قول ہے کہ انسان اپنے آپ میں استغراق یہاں تک پیدا کرے کہ دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہو تو اسکی روح کسی چیز کے اخذ کرنے کا مادہ نہیں رکھتی جو شخص اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اسکی قوت روحانی قوت بدنی پر غالب آکر وہ کام عمل میں لاتی ہے۔ جو بادی النظر میں درجہ محال رکھتا ہے۔ مثلاً آدمی کا جسم اس قدر خفیف ہو جاتا ہے کہ اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ یا اس کا بدن اس قدر ہلکا ہو جاتا ہے کہ وہ کانٹوں کیچڑ مٹی۔ دریا وغیرہ میں بلا تکلف چل پھر سکتا ہے یا جس چیز کا علم وہ چاہتا ہے اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ یا اس کے پیرو دتا عبادت اس کے ہمیشہ جب تک وہ چاہے اسکے مطیع و فرمانبردار رہتے ہیں۔ یا فاصلہ اس کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں ہوتا۔ طے الارض اس کی معمولی رفتار ہوتی ہے۔ کیونکہ ان صوفیوں کے نزدیک دو روحیں ہوتی ہیں ایک قدیم جس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ وہ اسی کے ذریعہ غیب کی باتیں معلوم کر سکتے ہیں۔ دوسری روح بشری جس میں تغیر و تبدل واقع ہوتا رہتا ہے۔ بعض عیسائیوں کے اقوال بھی اسی کے قریب قریب ہیں۔

بعض صوفیوں کا قول ہے کہ سب کو چھوڑ دو اور ہم سے پوری طور سے مل جاؤ۔ جب انسان کی زندگی زندگی ہے ورنہ مردہ ہے۔ دل انوار معرفت کے ذریعہ کسی طرح بھی زندہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ بدن کو زہد و ریاضت کی محنت سے ہلاک نہ کر دیا جاتے۔

شاد

گروکا روزنامچہ

چشتیہ نظامیہ خاندان کے پیشوائے اعظم محبوب معبود سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات حضرت خواجہ حسن علا سنجری نے آج سے چھ سو برس پہلے جمع کئے تھے، گذشتہ زمانہ میں یہ ایک خاص طریقہ رائج تھا، کہ مرید اپنے پیروں کے اور چیلے اپنے گرو کے پاس بیٹھتے تھے، اور جو کچھ پیر اور گرو کی زبان سے سنتے تھے، اس کو تاریخ وار لکھ لیا کرتے تھے، حضرت خواجہ حسن سنجری بھی اسی قسم کے مرید تھے، جنھوں نے اپنے پیر اور گرو حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ خواجہ حسن سنجری فوج میں نوکر تھے، اور چھاؤنی سے آٹھویں دن جمعہ کے روز اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اس روز جو کچھ پیر کی زبان سے سنتے، لکھ لیتے تھے، اگرچہ اس قسم کی چیزوں کا مسلمان صوفیوں میں ملفوظات نام رکھا گیا ہے، لیکن چونکہ طریقہ لکھنے کا آجکل کی ڈائری اور روزنامچہ کی طرح ہے۔ اس واسطے میں نے اس کا نام گرو کا روزنامچہ تجویز کیا ہے۔ تاکہ آجکل کے پڑھنے والے بھی اس نام سے مانوس ہوں، اور نظامیہ خاندان کے سب سے بڑے گرو کا فیضان ان کو حاصل ہو۔

خواجہ حسن سنجری سلطان محمد تغلق کے ہمراہ دہلی سے دولت آباد چلے گئے تھے اور وہیں انکا انتقال ہوا، روضہ خلد آباد متصل مزار حضرت برہان الدین غریب میں خواجہ حسن سنجری دفن ہیں، ان کی قبر کے برابر دوسری قبر انکی کتابوں کی ہے، کیونکہ انھوں نے وصیت فرمائی تھی کہ میری سب کتابیں میرے برابر دفن کر دی جائیں۔ دولت آباد اورنگ آباد کے ضلع میں ہے جہاں حضور نظام کی حکومت ہے۔ اور ہندوؤں کے مشہور ایلورا غار اسی کے قریب واقع ہیں۔ مولانا برہان الدین غریب بھی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے مرید و خلیفہ تھے، اسی روضہ کے قریب اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی قبر بھی ہے۔

خواجہ حسن سنجری کے اس روزنامچہ میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ خواجہ حسن نے اپنے الفاظ صرف ترتیب و تالیف کے لئے لکھے ہیں۔ ورنہ باقی تمام روزنامچہ اپنے پیر اور گرو کے الفاظ سے تیار کیا ہے۔ یہ بات بہت کم ملفوظات میں ہے، کہ احتیاط اور کوشش سے صرف صاحب ملفوظ کے الفاظ کا ذخیرہ جمع کیا جائے۔ یہ کتاب فوائد الفواد کے نام سے فارسی زبان میں تھی، ایک مرتبہ اس کا ترجمہ اردو بھی چھپ چکا ہے، مگر وہ سراسر غلطیوں سے لبریز ہے، اس واسطے میں نے بہت احتیاط کے ساتھ دو آدمیوں کی مدد سے از سر نو اس کا ترجمہ کیا ہے جو اس رسالہ میں مسلسل شایع ہوتا رہیگا۔

حسن نظامی

یکشنبہ ۳ شعبان ۷۰۷ھ یہ روزنامچہ لکھنے والا بندۂ گنہگار حسن علا سنجری حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت اس قطب آفتاب ضمیر نے بمثل عزت کی نظر سے دیکھکر اخلاط اربعہ کی آلایش کو دور کر دیا اور میرے سر کو کلاہ چار ترکی سے عزت بخشی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اس روز نماز پنجگانہ اور نماز چاشت اور نماز اوابین اور ایام بیض کے روزوں کی تلقین کے بعد یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ کہ گناہ سے توبہ کرنیوالا اور ہمیشہ گناہ سے بچنے والا برابر ہے۔ اس لئے کہ متقی وہ شخص ہے کہ مثلاً کسی نے تمام عمر شراب نہیں پی۔ یا اس سے کوئی گناہ نہیں ہوا۔ اور تائب وہ ہے جس نے گناہ کئے ہوں مگر اپنے گناہوں سے پشیمان اور منفعل ہو کر سچے دل سے توبہ کر لے۔ لہذا حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له (گناہ سے توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں) کی رو سے دونوں برابر ہوں گے۔

اس موقعہ پر یہ بھی ارشاد فرمائے کہ جس شخص نے گناہ کئے ہوں اور ان گناہوں سے لذت بھی حاصل ہو۔ تو ایسا گناہگار جب تائب ہو کر طاعت کرتا ہے تو یقیناً اس کو

اس طاعت میں لذتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ اس طاعت سے حاصل ہونے والی راحت کا ایک ذرہ، گناہوں کے خرمنوں کو پھونک دے۔

پھر یہ گفتگو شروع ہوئی کہ اللہ والے اپنے کو پوشیدہ رکھتے ہیں مگر اللہ تعالے ان کو مشہور کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ خواجہ ابوالحسن نوری رح دعا کیا کرتے تھے کہ خدایا تو مجھے اپنے شہروں میں اپنے بندوں سے پوشیدہ رکھیو، آواز آئی ہے ابوالحسن حق کو کوئی چیز نہیں چھپا سکتی اور حق کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔

اسی موقع پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ناگور میں حمید الدین سوالی نام ایک بزرگ تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ بعض مشائخ مرتے ہیں اور مرنے کے بعد ان کا کوئی نام بھی نہیں لیتا اور بعض رحلت فرماتے ہیں تو ان کا شہرہ تمام جہان میں ہو جاتا ہے۔ اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ جو اپنی زندگی میں اپنی شہرت کی کوشش کرتا ہے مرنے کے بعد اس کا نام مٹ جاتا ہے اور جو حالت زندگی میں اپنے کو چھپاتا ہے وفات کے بعد تمام جہان میں اس کا نام مشہور ہو جاتا ہے۔

پھر مشائخ کبار کے مراتب اور ابدالوں کے درجے سے بڑھ جانے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت غوث پاک رض کی خدمت میں ایک شخص آیا تو اس نے دیکھا کہ خانقاہ کے دروازہ پر ایک آدمی اوندھے منہ پڑا ہے۔ تمام ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے اور زخمی ہیں۔ یہ دیکھ کر یہ شخص حضرت غوث پاک رض کے حضور میں گیا اور یہ ماجرا عرض کر کے دعا کا طالب ہوا۔

حضور غوث پاک رض نے فرمایا پڑا رہنے دو یہ شخص بے ادب ہے۔ اس شخص نے دریافت کیا حضور اس نے کیا بے ادبی کی؟ فرمایا وہ ایک ابدال ہے، کل وہ اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ، اپنے اڑنے کی قوت سے جو ان کو حاصل ہوتی ہے ہوا میں اڑ رہا تھا۔ جب ہماری خانقاہ پر پہنچا تو اس کا ایک ساتھی ادب کو ملحوظ رکھ کر خانقاہ کے دائیں جانب سے اڑ کر چلا گیا اور دوسرا بائیں طرف سے گذر گیا مگر اس بے ادب نے کچھ لحاظ نہ کیا اور خانقاہ کے اوپر سے گذرنا چاہا۔ چنانچہ گر پڑا اور اپنی بے ادبی کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔

اسی موقع پر پیر کے حضور میں ادب کا خیال رکھنے اور سلیقہ سے جواب دینے کے متعلق یہ الفاظ ارشاد ہوئے۔ کہ ایک مرتبہ عید کی چاندرات کو حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ اپنی خانقاہ میں تشریف فرما تھے اور چار رجال الغیب خدمت میں حاضر تھے۔ انہیں سے ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم صبح کو عید کی نماز کس جگہ پڑھوگے اس نے کہا مکہ معظمہ میں۔ دوسرے سے پوچھا، تم کہاں پڑھو گے؟ اس نے کہا مدینہ منورہ میں۔ تیسرے سے ارشاد ہوا۔ تم کس مقام پر ادا کروگے؟ اس نے جواب دیا بیت المقدس میں۔ چوتھے سے دریافت فرمایا۔ تم کہو؟ اس نے آداب بجا لا کر عرض کیا بغداد شریف میں حضور کی خدمت میں۔

یہ سنکر فرمایا تو ان سب سے بڑا زاہد اور سب سے بڑا عالم اور ان سب سے زیادہ افضل ہے کیونکہ اپنے پیر کے ساتھ رہنا چاہتا ہے)

اس کے بعد تزکیۂ نفس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ ارشاد فرمایا کہ انسان کا کمال چار چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کم کھانا، کم بولنا، کم سونا، اور لوگوں سے میل جول کم رکھنا، اس کے بعد انسان کی کوشش کے بارہ میں گفتگو ہونے لگی تو زبان مبارک سے یہ دو شعر ارشاد فرمائے

اگرچہ دینی ہدایت خدا ہی فرماتا ہے ۔۔۔ تاہم بندہ کو بھی کوشش کرنی چاہیئے۔
جس نامہ کو تو حشر کے دن پڑھے گا ۔۔۔ اسے دنیا ہی میں لکھ لینا چاہیئے

جمعہ ۸۔ ماہ شعبان سنہ ۱۳۴۲ء

نماز کے بعد قدمبوسی حاصل ہوئی ملیح نام میرا ایک غلام تھا جو عقیدتمندی کے شکریہ میں حضور کے سامنے آزاد کر دیا گیا۔ آنجناب نے دعائے خیر فرمائی۔ ملیح اسی وقت حضور کے قدموں میں سر رکھکر بیعت سے مشرف ہو گیا۔ اسی دوران میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس راستہ میں آقا اور غلام دونوں برابر ہیں۔ دنیا و محبت میں جو شخص بھی سچے دل سے آتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ اسی تقریر کے سلسلہ میں فرمایا کہ غزنی میں ایک بزرگ تھے ان کا ایک غلام زیرک نامی تھا اور وہ نہایت صادق العقیدہ اور صالح جوان تھا۔ جب ان پیر صاحب کی وفات کا وقت قریب آیا تو مریدوں نے دریافت کیا کہ جناب کی وفات کے بعد کون شخص جانشین ہوگا؟ انھوں نے فرمایا، زیرک۔ پیر صاحب کے چار لڑکے بھی تھے اس لئے زیرک نے عرض کیا کہ حضور کے صاحبزادے مجھے ہرگز جانشین نہ ہونے دینگے اور بڑی مخالفت کرینگے۔ پیر صاحب نے فرمایا تو بے کھٹکے اور مطمئن رہ۔ اگر وہ تیری مخالفت کریں گے تو میں انکا شر تجھ سے دور کر دونگا۔ غرض پیر صاحب کا وصال ہو گیا اور زیرک جانشین ہوا تو پیر صاحب کے لڑکوں نے جھگڑا شروع کیا کہ تو ہمارا غلام ہے تیری کیا حیثیت ہے کہ تو غلام ہو کر ہمارے باپ کی جانشینی کا داعیہ کرے۔ جب انکی دشمنی اور مخالفت بڑھ گئی تو زیرک نے پیر کے مزار پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے آقا آپ نے فرمایا تھا کہ اگر میرے بیٹوں نے تیری مخالفت کی تو میں انکا شر تجھ سے دور کر دونگا۔ اب وہ مجھے ایذا پہنچا رہے ہیں۔ آپ کو اپنا وعدہ وفا کرنا چاہیئے۔ یہ کہہ کر زیرک اپنی خانقاہ میں چلا آیا۔ چند ہی روز کے بعد غزنی پر کافروں نے چڑھائی کر دی اور تمام اہل غزنی ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔ پیر صاحب کے چاروں لڑکے بھی میدان جنگ میں مقابلہ کے لئے پہنچے۔ اور چاروں شہید ہو گئے۔ تو پھر زیرک کا کوئی حریف باقی نہ رہا اور سجادگی اطمینان سے کرنے لگا۔ یہ فرما کر ملیح کو دو رکعت نماز کا حکم دیا اور ارشاد ہوا کہ یہ نماز نفل محض اللہ کی نیت سے ادا کرنی چاہیئے۔

جمعہ ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۴۲ء

نماز کے بعد قدمبوسی حاصل ہوئی ایک قلندر آیا اور تھوڑی دیر بیٹھکر چلا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی رح کی خدمت میں یہ لوگ بہت کم باریاب ہو سکتے تھے۔ مگر شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح کی خدمت میں ہر قسم کے فقرا اور ہر وضع کے آدمی حاضر ہو سکتے تھے۔ پھر یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہر عام کے درمیان ایک خاص بھی ہوتا ہے۔

اسی کے متعلق ایک قصہ بیان فرمایا کہ شیخ بہاؤالدین ذکریا رح بڑے سیاح تھے وہ
ایک مرتبہ قلندروں کے ایک گروہ میں پہنچے اور اسی مجمع میں بیٹھ گئے۔ دیکھا کہ اس جماعت
میں ایک نور پیدا ہوا حضرت نے اس نور پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اسی جماعت کے ایک شخص کے
جسم سے وہ نور نکل رہا ہے۔ آپ آہستہ سے اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ تو اس
آوارہ گروہ میں کیوں رہتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اسے ذکریا تاکہ تو جان لے کہ
ہر عام میں ایک خاص ہوتا ہے۔

اسی بارہ میں ایک قصہ اور بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ ایسے ہی قلندروں
کی جماعت میں پہنچے تو ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے دو رکعتوں میں پورا قرآن شریف ختم کر دیا وہ
بزرگ حیران ہو کر دل میں کہنے لگے کہ ایسے مقام میں رہ کر اس شخص کا ایسی عبادت کرنا
تعجبات سے ہے۔ یقین نہیں آتا کہ یہ شخص ہمیشہ اسی طرح عبادت کرتا ہوگا۔ غرض وہ
بزرگ یہاں سے چلے گئے اور دس برس کے بعد پھر انھیں لوگوں میں آئے تو اس
فقیر کو اسی طرح حسب معمول اپنے طریقہ پر قایم پایا۔ کہنے لگے اب حقیقت حال مجھ پر کھلگئی
کہ ہر عام میں ایک خاص ہوتا ہے۔

جمعہ ۲۲ شعبان ۴۲ھ نماز کے بعد حاضر خدمت ہوا فرمایا کہ مغرب وعشا کے
درمیان چھ رکعت نماز اوابین کے لئے جو ہم نے کہا تھا وہ تم پڑھتے ہو؟ میں نے عرض
کیا جی ہاں، پھر ایام بیض کے روزوں کے متعلق دریافت فرمایا کہ وہ بھی رکھتے ہو؟ عرض
کیا رکھتا ہوں۔ پھر چاشت کی نماز کے متعلق پوچھا میں نے کہا وہ بھی پڑھا کرتا ہوں۔
اس کے بعد چار رکعت صلوٰۃ السعادت، پڑھنے کو فرمایا اور مجھے اس روز یہ سعادت
پر سعادت حاصل ہوئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

جمعہ ۵ رمضان المبارک ۴۲ھ نماز سے پہلے شرف قدمبوسی حاصل ہوا۔
فرمایا کہ خلاف معمول نماز سے پہلے کیسے آنا ہوا۔ عرض کیا گیا کہ مولانا ظہیرالدین حافظ سلمہ
کے پیچھے تراویح پڑھتا ہوں وہ ہر رات کو تین سیپارے پڑھتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں
کہ دس رات برابر ان کے پیچھے تراویح پڑھ لوں تاکہ ختم قرآن شریف کا ثواب ملجائے
اگر حکم ہو تو جمعہ کی نماز کے بعد واپس ہو جاؤں تاکہ باطمینان رات کو تراویح ادا ہو سکے
فرمایا بہتر ہوگا۔ (معلوم ہوتا ہے خواجہ حسن رات کو حاضر خدمت رہتے تھے۔ حسن نظامی)
اس کے بعد اس کے مناسب ایک قصہ بیان فرمایا کہ شیخ بہاءالدین ذکریا رحمۃ اللہ
علیہ نے ایک رات حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے
کہ آج کی رات دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کرے
کسی نے اسکی حامی نہ بھری، شیخ بہاءالدین خود آگے بڑھے اور ایک رکعت میں تمام
قرآن شریف ختم کر کے چار پارے اور زیادہ پڑھ گئے۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ
اخلاص پڑھ کر نماز ختم کی۔

اسی کے مناسب ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ شیخ بہاءالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے تھے کہ مجھے مشائخ وزہاد سے جس قدر نمازیں اور اوراد و وظائف پہنچے میں نے
ان سب پر عمل کیا۔ مگر ایک چیز میں نہیں کر سکا۔ وہ یہ کہ میں نے سنا کہ فلاں بزرگ صبح
صادق سے طلوع آفتاب تک قرآن ختم کر لیتے ہیں۔ میں نے ہر چند کوشش کی
مگر ختم نہ کر سکا۔

اسی موقعہ پر ایک دوسرا قصہ بیان فرمایا کہ قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ
ایک وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنا
شروع کیا جس جگہ وہ بزرگ قدم رکھتے تھے وہیں قاضی صاحب بھی قدم رکھتے۔ ان بزرگ
نے مطلع ہو کر فرمایا کہ ظاہر کی کیا پیروی کرتے ہو۔ اس کام کی پیروی کرو جو میں کرتا ہوں
قاضی صاحب رح نے پوچھا آپ کیا کرتے ہیں، ان بزرگ نے فرمایا، میں ایک دن
میں سات سو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتا ہوں۔ یہ سنکر قاضی صاحب بیحد
متعجب ہوئے اور دل میں سوچا کہ شاید قرآن کا مطلب دل میں غور کر لیتے
ہونگے اور اس کا سات سو مرتبہ خیال کر لیتے ہونگے۔ ان بزرگ نے ان کے
دل کی بات معلوم کر کے پیچھے کو منہ پھیر کر فرمایا، کہ میں خیال میں نہیں پڑھتا
بلکہ لفظ بلفظ پڑھتا ہوں۔

حضرت نے یہ قصہ ختم کیا تو آپ کے مرید خاص اعزالدین[۵۱] علی شاہ سلمہ
نے دریافت کیا کہ حضور شاید یہ کرامت ہوگی؟ حضرت نے فرمایا، ہاں یہ
کرامت تھی۔

جس معاملہ کو عقل باور نہیں کر سکتی اور وہاں عقل کی گنجایش نہیں وہ کرامت ہوتی ہے۔
پھر مشایخ کی عبادت کے بارہ میں گفتگو ہونے لگی ارشاد فرمایا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رح فرمایا
کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے جس قدر نمازوں کے متعلق ارشاد فرمایا میں نے سب کو
اپنا معمول بنایا یہاں تک کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے ایک مرتبہ نماز
معکوس بھی پڑھی ہے۔ تو میں ایک کنوئیں پر گیا اور دونوں پاؤں رسی میں باندھکر
الٹا لٹک گیا اور اسی طرح نماز پڑھی۔

جب یہ قصہ ختم کیا تو اس خادم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہر شخص اپنے حسن عمل
کے ذریعہ سے کسی نہ کسی درجہ پر ضرور پہنچتا ہے اگرچہ فیضان الٰہی برابر نازل ہوتا
ہے۔ لیکن بندہ کو اپنی طرف سے بھی جد وجہد ضرور کرنی چاہیئے۔

جمعہ ۵ شوال ۴۲ھ نماز کے بعد قدمبوسی حاصل ہوئی ترک وتجرید کے بارہ
میں گفتگو شروع ہوئی تو اس کے درمیان فرمایا کہ ایک نہایت مسکین اور محتاج فقیر
تھا، بھوک کی شدت سے اس کا پیٹ کمر کو لگ گیا تھا اتفاقاً ایک دن وہ راستہ
میں جا رہا تھا ہمارے دوست خواجہ محمد پٹھو نے ایک درم اس کے سامنے پیش کیا۔
تو اس نے جواب دیا کہ میں نے آج پیٹ بھر کر کھلی کھائی ہے اور آج کے کھانے کی
طرف سے بالکل بے پرواہ ہوں۔ مجھے آج اس درم کی حاجت نہیں ہے۔

---

[۵۱] حضرت امیر خسرو رح کے بھائی تھے۔ حسن نظامی

اس کے بعد حضرت نے اُس شخص کے رغبت صدق پر بہت تعجب کیا اور فرمایا کہ اس قناعت اور توت وصبر پر آفرین ہے۔ پھر اسی موقع پر فیر خدا سے طمع منقطع کرنے اور قناعت اختیار کرنے کے متعلق فرمایا کہ شیخ علی نامی ایک بزرگ تھے ایک روز وہ اپنے جبہ کا غلاف جبہ پر ڈالے اور اُسپر پاؤں پھیلائے ہوئے سی رہے تھے۔ اسی اثنا میں خلیفہ وقت کے آنے کی اطلاع ہوئی، وہ اسی طرح پاؤں پھیلائے ہوئے اپنا کام کرتے رہے اور کہا آنے دو۔ چنانچہ خلیفہ آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ شیخ نے سلام کا جواب دیا اور اپنا کام کرتے رہے۔ خلیفہ کا مصاحب جو خلیفہ کی برابر بیٹھا ہوا تھا اس نے شیخ سے کہا کہ جناب ذرا پاؤں سکیڑ لیجئے۔ مگر شیخ نے اس کے کہنے کی مطلق پرواہ نہیں کی مصاحب نے کئی بار یہ الفاظ کہے۔ لیکن حضرت نے کچھ توجہ نفرمائی اور اسی طرح بیٹھے رہے۔ آخر خلیفہ نے واپسی کی اجازت چاہی، اسوقت شیخ نے ایک ہاتھ مصاحب کا اور ایک ہاتھ خلیفہ کا پکڑا اور کہا کہ جب میں نے اپنے ہاتھ سکیڑ لئے ہیں تو پاؤں پھیلائے رکھنا جائز ہے، یعنی میں نے نہ تجھ سے کبھی کچھ طمع رکھی اور نہ رکھتا ہوں اور تم سے کچھ لینا بھی نہیں چاہتا، پس جب ہاتھ سکیڑ لئے تو پاؤں پھیلا سکتا ہوں

پھر اہل سلوک کے بارہ میں گفتگو شروع ہوئی اور اس راستہ کے متعلق حضرت نے تمام مطالب کا خلاصہ اور نچوڑ بیان فرماکر ارشاد کیا کہ حضرت خواجہ شیرازیؒ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور مرید ہونے کے بعد منتظر رہا کہ کچھ وظیفہ اور نماز نفل وغیرہ کی تلقین فرمائیں گے مگر حضرت خواجہ نے صرف یہی فرمایا کہ جو بات تو اپنے لئے پسند نکرے دوسروں کیلئے بھی پسند نکر اور جو اپنے واسطے چاہے اُسی کی اوروں کیلئے بھی خواہش کر غرض وہ شخص چلا گیا اور ایک عرصہ کے بعد پھر آیا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ میں فلاں روز حضور کے سلسلہ غلامی میں داخل ہوا مجھے انتظار تھا کہ حضور مجھے کچھ وظایف اور نوافل کیلئے ارشاد فرمائیں گے۔ مگر کچھ نہیں فرمایا۔ آج بھی مجھے اسی کا انتظار ہے۔ حضرت خواجہ نے جواب دیا کہ اُس دن تیرا کیا سبق تھا۔ مرید یہ سنکر حیران رہ گیا۔ اور کوئی جواب نہ دیسکا۔ حضرت خواجہ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اُس روز میں نے تجھے کہا تھا کہ جو بات تو اپنے لئے پسند نکرے دوسروں کے لئے بھی پسند نکر اور اپنے لئے بھی اچھی چیز کی خواہش کرے وہ دوسرے کیلئے چاہتا ہے۔ تونے اس سبق کو یاد نہ رکھا۔ پس جب پہلا ہی سبق یاد نہیں رکھا۔ تو دوسرا سبق کیا دوں۔

اسکے بعد یہ حکایت فرمائی کہ ایک پرہیزگار بزرگ تھے وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ نماز روزہ اور ورد وظائف اور سب نیک کام دیگ کی طرح ہیں۔ اور دیگ میں اصل چیز گوشت ہونا چاہیئے۔ اگر گوشت نہیں تو یہ سب اعمال صالحہ بیکار ہیں۔ اُن سے پوچھا کہ آپنے سینکڑوں دفعہ یہ مثل بیان فرمائی ہے مگر مطلب کبھی نہیں بیان کیا۔ آج اسکی شرح کیجیے۔ انھوں نے فرمایا کہ گوشت دنیا کا چھوڑنا ہے اور نماز روزہ اور ورد وظایف وغیرہ اسکے مصالحہ ہیں۔ تو اول آدمی کو تارک الدنیا ہونا چاہیئے اور ہر ایک چیز سے تعلق منقطع کرنا چاہیئے ٭

(باقی آئندہ)

بارہ گرو

ہندوستانی بھائیوں کو، ہندو ہوں یا مسلمان، انکی زبان اور سمجھ کے موافق انکے بزرگوں کے حالات بتانے اور سنانے ہیں۔ اس واسطے بارہ امام کے تذکرہ کو بارہ گرو کے نام سے لکھا جاتا ہے۔ جو ہر مہینہ تھوڑا تھوڑا شائع ہوتا رہیگا، مگر کوشش یہ کی جائے گی کہ ہر پرچہ میں تذکرہ ایسی جگہ ختم ہو جس سے مطلب ادھورا نہ رہ جائے، تاکہ اگر کسی شخص کو ایک ہی پرچہ میسر آئے۔ تو اُس کے مضمون سے وہ فائدہ اٹھا سکے۔ واضح رہے کہ یہ تمام حالات صوفیوں اور اولیاء اللہ کی مشہور کتابوں سے لئے گئے ہیں دنیادار لوگوں کی تاریخوں کا اقتباس اس میں بہت کم ہے۔

(حسن نظامی)

پہلے گرو حضرت علیؑ

آپ کے والد کا نام ابوطالب تھا وہ عبدالمطلب کے بیٹے تھے، اور وہ ہاشم کے بیٹے، اور وہ عبدالمناف کے بیٹے، آپ کے والد ابوطالب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا تھے؛ اور انہی ابوطالب نے حضرت رسول اللہؐ کی عرصہ دراز تک پرورش اور سرپرستی کی تھی۔

حضرت علیؑ ہاتھیوں کی لڑائی (یمن کے ایک بادشاہ نے ہاتھیوں کی فوج سے کعبہ ڈھانے کے لئے حملہ کیا تھا، مگر وہ تباہ ہوکر بھاگ گیا؛ اس کو واقعہ فیل یعنی ہاتھیوں والی لڑائی کہتے ہیں) کے تیس برس بعد رجب کی تیرھویں کو کعبہ کے اندر جمعہ کے دن پیدا ہوئے، بعض لوگ کہتے ہیں واقعہ فیل کے اٹھائیس برس بعد اور شواہد النبوت کے مصنف نے لکھا ہے کہ واقعہ فیل کے سات برس بعد ولادت ہوئی تھی، آپ کا نام علی تھا اور حیدر بھی کہتے تھے، اور ابوالحسن، اور ابوتراب بھی، اور آپ کا لقب مرتضیٰ، اسداللہ، ولی اللہ، اور امیرالمومنین، اور امام المسلمین بھی تھا۔

روضۃ الشہداء میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے پیدا ہونے کے بعد تین دن تک اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا؛ یہ خبر حضرت محمد رسول اللہؐ کو ہوئی، اس وقت تک حضرت کو پیغمبری نہیں ملی تھی، حضرت محمد رسول اللہؐ اپنے چچا کے گھر میں گئے اور چھوٹے سے چچازاد بھائی کو گود میں لیکر منہ چوما، اور اپنی زبان بچہ کے منہ میں ڈالی، بچہ زبان کو چوسنے لگا؛ اور اس کے بعد اس نے ماں کا دودھ پینا شروع کردیا گویا پہلی چیز جو اس بچے کے منہ میں گئی، وہ آخر زمانہ کے مہاگرو، حضرت محمد رسول اللہؐ کی زبان تھی جس نے اپنی پوشیدہ طاقتیں اور برکتیں، زبان کے ذریعہ اس بچہ کو دیدیں ٭

جب حضرت علیؑ کی عمر پانچ برس کی ہوئی، تو رسول اللہؐ نے ان کو اپنے پاس رکھ لیا، اور خود تربیت دینے لگے، یہانتک کہ انکی عمر دس سال کی ہوگئی، اسوقت

حضرت محمد رسول اللہؐ کے پاس وحی آنی شروع ہوئی، اور خدا نے آپ کو اپنا پیغمبر بنایا اور حکم دیا کہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو مسلمان کرو۔ چنانچہ حضرت نے اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ اور اپنے دوست حضرت ابو بکرؓ، اور اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ سے مسلمان ہونے کو کہا، اور یہ تینوں مسلمان ہو گئے۔ عورتوں میں سب سے پہلی مسلمان بی بی خدیجہؓ، بڑی عمر والوں میں حضرت ابو بکرؓ، اور چھوٹی عمر والوں میں حضرت علیؑ تھے۔

دس برس کی عمر سے لیکر پچیس برس کی عمر تک حضرت علیؑ اپنے بھائی اور اپنے رسول کے ساتھ رہے، پچیس برس کی عمر میں حضرت رسول اللہؐ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی جن کی عمر اٹھارہ سال کی تھی حضرت علیؑ سے کر دی، اور اس کے بعد حضرت علی ایک الگ مکان میں بیوی سمیت رہنے لگے، شادی کے بعد سے حضرت علیؑ نے حضرت رسول اللہؐ کی وفات تک بڑی بڑی لڑائیوں میں رسول اللہؐ کا ساتھ دیا، اور سب سے زیادہ رسول اللہؐ اور انکے دین کی اپنی تلوار اور اپنے علم سے امداد کی۔

حضرت رسول اللہؐ کی وفات کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے، تو حضرت علیؑ ان کو امداد دیتے رہے، انکے بعد حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو ان کے بھی سب سے بڑے مددگار حضرت علیؑ تھے، حضرت عمر فاروقؓ کے بعد حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے، انکے بھی سب سے اچھے صلاح کار حضرت علیؑ تھے، حضرت عثمان غنیؓ کے بعد خلافت کا تاج تمام قوم نے حضرت علیؑ کی نذر کیا؛ اور اسوقت حضرت علیؑ نے ایران کی سرحدی چھاؤنی کوفہ میں اپنا پایہ تخت بنایا، اور وہیں کوفہ میں بتاریخ ۱۹ رمضان ۴۰ھ ہجری صبح کی نماز کے وقت ابن ملجم نام ایک خارجی نے مسجد کے اندر حضرت علیؑ کو زخمی کیا جس کے صدمہ سے اکیس رمضان ۴۰ھ مذکور جمعہ کی رات کو آپ کی وفات ہوئی، آپ کی عمر کے بارہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ستاون سال کی تھی، بعض کہتے ہیں اٹھاون، بعض کہتے ہیں ترسٹھ اور بعض کا بیان ہے کہ پینسٹھ سال تھی، مگر صحیح روایت ترسٹھ کی معلوم ہوتی ہے؛ آپ نے چار برس نو مہینہ اور ایک روایت کے بموجب چھ برس تک خلافت کا فرض ادا کیا۔

آپ کی اولاد

حسنؑ، حسینؑ، یہ دونوں حضرت فاطمہؓ سے پیدا ہوئے، محمد حنیفہؒ حضرت اسماء بنت عمیس سے اور عمرؓ خولہ بنت جعفر بن قیس سے، اور عباسؑ ام البنین بنت خرام سے؛ لڑکیوں میں حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ کا نام مشہور ہے؛ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ کے اٹھارہ بیٹے اور پندرہ بیٹیاں پیدا ہوئیں، پانچ بیٹوں سے اولاد ہے باقی سے نہیں۔

حضرت علیؑ کے فضائل

حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ اپنے رسالہ اشغال میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول اللہؐ کو اللہ تعالے کا حکم تھا کہ ولایت و توحید کی ان مخفی باتوں کو جو "لی مع اللہ" کے مقام میں پوشیدہ ہیں، اور بغیر واسطے حضرت جبرئیلؑ کے آپ کو معلوم ہیں، وہ کسی سے بیان نہ کیجیے، جب تک کہ اس کا سچا طالب نہ پیدا ہو؛ اور جو احکام نبوت اور شریعت کے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ سے آپ کو پہونچے ہیں، وہ سب خاص و عام کو بتلا دیجیے، اور پہونچا دیجیے، خواہ کوئی طلب کرے یا نہ کرے؛

اس اثناء میں ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت رسول اللہ کو خیال آیا کہ نبوت و شریعت کے احکام تو میں نے تبلیغ کر دئیے۔ اور ایک ایک لفظ اس کا ہر خاص و عام کو سمجھا دیا، مگر باطنی اسرار دریافت کرنے کے لئے ابتک کوئی میرے پاس نہیں آیا۔ اور مجھکو حکم یہ ہے کہ جب تک سچا ڈھونڈھنے والا خود آکر اس پوشیدہ خزانہ کی خواہش نہ کرے، یہ بھید کسی سے نہ کہا جائے؛ حضرت کے دل میں اس خیال کا گذرنا تھا، کہ اسیوقت حضرت علیؑ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ میں نے اور سب مسلمانوں نے شریعت کے ظاہری قوانین، اور احکام تو حضرت رسول اللہؐ سے حاصل کر لئے، جن کا تعلق ظاہری جسم سے ہے، مگر یہ نہ پوچھا کہ باطنی وجود کے لئے بھی کوئی تعلیم دیتے ہیں یا نہیں، حضرت رسول اللہؐ کو ان قانون ظاہری کے علاوہ کچھ اور بھی ایسی باتیں، اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہیں یا نہیں جو ان قوانین سے بالاتر ہوں؛ یہ خیال آتے ہی حضرت علیؑ حضرت رسول اللہؐ کے پاس آئے، اور بڑی اخلاص مندی اور سچی طلب سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ باطن کی پوشیدہ باتیں اور توحید کے اندرونی بھید اگر کچھ ہوں، تو مجھکو بتا دیجیے؛ حضرت رسول اللہؐ یہ سوال سنکر بہت خوش ہوئے، اور فرمایا کہ مجھکو اللہ تعالے نے یہی حکم دیا تھا کہ اس نعمت کا ذکر کسی سے نہ کروں، اور بن مانگے کسی کو نہ دوں، اور بغیر سچی طلب کے کسی پر ظاہر نہ کروں، آج تک مجھ سے کسی نے اسکی طلب نہ کی، تو پہلا شخص ہے کہ مجھ سے یہ مانگتا ہے؛ اور اس بھید کی تلاش میں میرے پاس آیا ہے، اس کے بعد حضرت علیؑ کو باطن کے سب اسرار بتا دیئے اور پھر فرمایا کہ تو درجہ ولایت میں میرا مثیل ہے۔

خلافت کی قسمیں

رسالہ اشغال میں ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کو خلافت دو قسم کی تھی، ایک بڑی خلافت (یعنی خلافت کبرے) دوسری چھوٹی خلافت (یعنی خلافت صغری)، حضرت علیؑ کو بڑی اور چھوٹی دونوں خلافتیں پہونچی ہیں، اور دوسرے صحابہ کو صرف چھوٹی خلافت حاصل ہوئی تھی۔

حضرت علیؑ پر تجلی ذات

حضرت سید محمد گیسو درازؒ جو حضرت مخدوم نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے خلیفہ تھے، اور وہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کے خلیفہ تھے، اور جن کا مزار گلبرگہ شریف میں ہے وہ اپنی کتاب جوامع الکلم میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت رسول اللہ نے اعلان کرایا کہ سب لوگ مجھکو دیکھنے آئیں، خلقت جوق جوق آپکے دیکھنے کے لئے آئی، مگر حضرت علی نہ آئے، اس کے بعد دوسرے دن حضرت علیؑ نے اعلان کرایا کہ سب لوگ مجھے دیکھنے کو آئیں، اور ان کے دیکھنے کو بھی سب جمع

ہوئے، مگر حضرت علیؓ نہ آئے، تیسرے دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت رسول اللہؐ سے اس عجیب بات کی وجہ پوچھی کہ آپ نے لوگوں کو اپنے پاس کیوں بلایا تھا، اور حضرت علیؓ نے کیوں بلایا تھا، سب لوگ آپ کے دیکھنے کیوں نہ آئے اور آپ انکے دیکھنے کو کیوں تشریف نہ لے گئے، حضرت نے جواب دیا کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کی صورت ذات نے مجھ پر تجلی فرمائی تھی، اور میری صورت ذات اس تجلی حق کے آغوش میں آگئی تھی تجلی حق کی آغوش سے میں نے اپنی امت کو پکارا تھا تاکہ وہ بھی میری صورت کے ذریعہ تجلی رب کا مشاہدہ کرے، سب لوگ آئے، اور انھوں نے مجھکو دیکھا، مگر انکی آنکھ صرف میری ذات کو دیکھ سکی، انمیں سے کسی کی آنکھ ذات الٰہی کو دیکھنے کی لیاقت نہ رکھتی تھی اور علیؓ اسواسطے مجھے دیکھنے نہ آئے کہ وہ گھر بیٹھے، مجھکو دیکھ رہے تھے، اور ذریعہ بھی تجلی ذات کا مشاہدہ کر رہے تھے، کیونکہ علیؓ کو تجلی حق دیکھنے کی لئے آنکھ ملی ہے، دوسرے دن وہی تجلی ذات علیؓ پر ظاہر ہوئی اور اس نے سب انسانوں کو اسکے دیدار سے فیضیاب کرنا چاہا، سب گئے، علیؓ کو دیکھا، مگر ذات کو نہ دیکھ سکے، کہ کسی کے پاس ذات کے دیکھنے کی آنکھ نہ تھی، میں علیؓ کو دیکھنے کے واسطے نہ گیا کہ میں یہیں بیٹھے بیٹھے اسکو دیکھ رہا تھا مجھ میں اور علیؓ میں کوئی پردہ نہ تھا +

خرقہ معراج

کتاب مراۃ الاسرار اولیاء اور راحت القلوب، اور جوامع الکلم، وغیرہ میں خرقہ معراج کا تذکرہ قریب قریب یکساں طریق سے بیان کیا گیا ہے، روایات میں تھوڑا تھوڑا فرق پایا جاتا ہے میں سب روایتوں کا حاصل مطلب لکھتا ہوں، وہ یہ ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے ایک خرقہ حضرت رسولؐ کو عطا فرمایا، حضرت نے دریافت کیا کہ یہ میرے لئے مخصوص ہے یا میں کسی اور کو بھی دے سکتا ہوں، خدا نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تیرے سوال کے جواب میں "یہ لفظ" کہے اس کو یہ خرقہ دینے کا تجھکو اختیار ہے، چنانچہ حضرت رسول اللہؐ نے چاروں اصحابؓ کو جمع کر کے سوال کیا کہ اگر میں تمکو اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت دوں تو تم اس کے شکرانے میں کونسا اچھا کام کرو گے، کہ اصل شکریہ محض الفاظ سے پورا نہیں ہوتا، اور صرف الحمد للہ کہدینے سے اسکی ادائگی نہیں ہوتی، بلکہ ذاتی حسن عمل سے عملی شکریہ اداکرنے کی ضرورت ہے، اس سوال کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا، اگر مجھکو وہ نعمت ملے تو میں ساری عمر سچ بولا کروں، اور لوگوں سے سچ بولنے کی تاکید کرتا رہوں، حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا کہ اگر مجھکو وہ نعمت ملے، تو میں اس کے شکرانہ میں تمام عمر انصاف کرتا رہوں اور دوسروں کو انصاف کرنے کی ہدایت کروں، حضرت عثمان غنیؓ نے عرض کیا، اگر مجھکو وہ نعمت عطا کی جائے، تو میں سخاوت کروں، اور دوسروں کو فیاض اور سخی بنانیکی کوشش کرتا رہوں، آخر میں حضرت علیؓ کی باری آئی، آپ نے عرض کیا، اے میرے آقا اور اے میرے رسولؐ اگر میں اس لائق سمجھا جاؤں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت آپ کے ہاتھ سے مجکو ملے، تو اس کے شکرانہ میں میں پردہ پوشی اختیار کروں، خدا کے بندوں کے عیبوں اور گناہوں کو چھپاؤں، ان کو رسوائی سے بچاؤں، کہ مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے خدا کو سب سے زیادہ یہی پسند ہے کہ اس کے بندوں کی پردہ پوشی ہو، یہ جواب سنکر حضرت رسول اللہؐ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور انہوں نے بڑے جوش سے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اور فرمایا علیؓ تیرا شکریہ سب سے بہتر ہے، بیشک سچ بولنا خدا کو بہت پیارا ہے اور بیشک انصاف کرنا بھی خدا کو بہت ہی عزیز ہے اور یقیناً سخاوت کو بھی اللہ تعالیٰ بہت محبوب رکھتا ہے، مگر اے علیؓ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ جھوٹ بولنے والوں، ظلم کرنے والوں، اور بخیلوں اور دوسری قسم کے گنہگاروں اور عیبیوں کے پردے فاش ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں اپنے کسی بندے کی رسوائی اور ذلت گوارا نہیں ہے، اس کے لئے اس نے آخرت کو مقرر کیا ہے جہاں نیکی اور گناہ کا حساب ہوگا، اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا اور سزا دیجائیگی، چنانچہ حضرت علیؓ کو حضرت رسول اللہؐ نے معراج کا وہ خرقہ دیدیا، اور یہی انکی باطنی خلافت کی پہلی بنیاد تھی +

حضرت علیؓ کا علم

علم نبوت کے بعد مسلمانوں میں حضرت علیؓ کی برابر لکھنے پڑھنے کا علم کسی مسلمان کو نہ تھا، حضرت علیؓ علم قواعد زبان علم شاعری، اور علم نجوم میں بڑا کمال رکھتے تھے، صرف و نحو کے قواعد سب سے پہلے آپ ہی نے ایجاد کئے تھے، روضۃ الشہدا میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے سب سے پہلے اسم فعل حرف کے قواعد کو لکھا، اور ابو الاسود ابن عمر دائلی کو اسکی تعلیم دی +

زمین کا باتیں کرنا

حضرت فاطمہؓ سے روایت ہے، کہ جس رات کو میرا نکاح حضرت علی مرتضیٰؓ سے ہوا، میں نے دیکھا، اور سنا، کہ گھر کی زمین حضرت علیؓ سے کچھ باتیں کر رہی ہے، میں ڈر گئی، اور تمام رات ڈرتی رہی، صبح کو میں نے یہ قصہ اپنے باپ حضرت رسول اللہؐ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا اے بیٹی خوف نہ کر، تیرے شوہر کو اللہ تعالیٰ نے غیب کے کان دئیے ہیں، اور زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی خبریں ان کے کانوں تک پہونچائے، خدا کا شکر کرنا چاہئیے کہ تمکو ایسا شوہر ملا +

لڑائیاں

حضرت رسول اللہؐ کی کفار سے جتنی لڑائیاں ہوئیں، ان سب کی کامیابی کا سہرا حضرت علیؓ کی تلوار اور حضرت علیؓ کی جنگی تدبیر کے سر پر ہے، جنگ بدر میں سب سے پہلے میدان جنگ میں نکلنے والے حضرت علیؓ تھے اور جنگ خندق میں تو حضرت علیؓ نے سب مسلمانوں کی آبرو رکھ لی، ہزاروں کفار مدینہ شریف پر چڑھ کر آئے تھے، حضرت رسول اللہؐ نے مدینہ کی آبادی سے باہر نکل کر ایک میدان کے چاروں طرف خندق کھودی، اور اس خندق میں محصور ہو کر لڑائی کیلئے تیار ہوئے، دشمن کی فوج میں ایک شخص عمر ابن عبدود نامی ایک سردار تھا جس کو ایک ہزار سپاہی کی برابر سمجھا جاتا تھا، وہ شہسوار گھوڑا کدا کر، خندق کو پھلانگ کر مسلمان فوج کی صفوں کے سامنے آکھڑا ہوا، اور اس نے آواز دی، اے محمدؐ کون میرے

مقابلہ کرتا ہے، مجھ سے لڑنے کے لئے بھیجو، حضرتؐ نے دائیں طرف کی صفوں کو دیکھا، کوئی شخص آگے نہ بڑھا، پھر بائیں طرف دیکھا ادھر سے بھی کوئی شخص نہ نکلا، مگر حضرت علیؓ آگے بڑھے، رسول اللہؐ نے فرمایا علی تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ تم ابھی بچہ ہو۔ اتنے پرانے سردار کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اس کے بعد عمر ابن ودکا فرنے پھر آواز دی کہ بھیجو میرے مقابلہ میں کس کو بھیجتے ہو۔ حضرت رسول اللہؐ نے پھر دائیں بائیں، دیکھا، مگر اس کافر سردار کی اتنی ہیبت تھی کہ کسی مسلمان میں آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوتی، مگر حضرت علیؓ اس دفعہ بھی آگے بڑھے اور حضرت رسول اللہؐ نے یہ کہہ کر پیچھے ہٹا دیا کہ "تم ابھی بچے ہو"۔ تیسری مرتبہ کافر سردار نے پکارا کہ اے محمدؐ اگر تم میں کوئی لڑنے والا نہیں ہے، تو تم ہار کیوں نہیں مان لیتے، ہمارے قیدی کیوں نہیں بن جاتے لڑائی کی صف بندی کئے ہوئے کیوں کھڑے ہو، یہ طعنہ سنکر حضرت علیؓ جوش سے بے قابو ہوگئے، اور صف سے باہر نکلکر حضرت رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ میں اس کافر کی باتیں برداشت نہیں کر سکتا، مجھکو اس کے مقابلہ کے لئے جانے کی اجازت دیجئے، حضرت رسول اللہؐ نے جب دیکھا کہ بڑے بڑے بہادر تلوار چلانے والے مسلمان صفوں کے اندر موجود ہیں، مگر کوئی شخص کافر کے مقابلہ کو نہیں بڑھتا، میں نے تین مرتبہ ہر صف کو دیکھا، مگر کسی شخص میں آگے بڑھنے کی جرأت نہ پائی، لہذا علیؓ کو اجازت دینی ضروری ہے، حضرتؐ نے اپنا عمامہ علیؓ کے سر پر باندھا، خاص اپنی تلوار علیؓ کی کمر میں لگائی، اور فرمایا جاؤ اے علیؓ تمکو خدا کے سپرد کیا، اور اس کافر کو تمہارے سپرد کیا، اس فقرہ میں خبر نہیں کیا تاثیر تھی، کہ علیؓ شیر کی طرح گرج کر دشمن کے سامنے گئے، عمر ابن عبدود نے کہا کہ علی تم واپس چلے جاؤ، تمہارا باپ ابو طالب میرا دوست تھا، میں نہیں چاہتا کہ اپنے دوست کے بچے پر ہاتھ اٹھاؤں، حضرت علیؓ نے جواب دیا، دوستیاں ختم ہوگئیں، حق نے باطل کو مٹا دیا۔ ہمت ہے تو وار کر، باتوں میں وقت ضائع کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہے، کافر نے کہا کہ اچھا پہلے تم وار کرو، تاکہ تمہارے دل میں حسرت باقی نہ رہجائے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا یہ شیوہ نہیں ہے، وہ وار کرنے میں پہل نہیں کیا کرتے، پہلے تو وار کر، پھر میں جواب دوں گا، کافر گھوڑے سے اتر آیا اور اس نے کہا، اچھا تو ہوشیار ہو جاؤ، یہ کہہ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے تلوار ماری جس سے حضرت علیؓ کا عمامہ کٹ گیا، اور پیشانی پر بہت گہرا زخم آیا، مگر حضرت علیؓ ذرا نہ گھبرائے، اور اسی حالت میں نعرہ لگا کر فرمایا کہ ہوشیار رہ اب میں وار کرتا ہوں، اور اس زور کا ہاتھ مارا کہ تلوار گردن، سینہ اور پسلیوں کو کاٹتی ہوئی باہر نکل آئی اور کافر دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا، اس لڑائی میں گرد و غبار اتنا اڑا، کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ سکا، کہ کس نے مارا اور کون مارا گیا، جب حضرت علیؓ گرد سے باہر نکلے اور عمر کی لاش خاک پر پڑی ہوئی دکھائی دی تو مسلمانوں نے خوشی کے نعرے لگائے، اور حضرت علیؓ رسول اللہؐ کے نزدیک تشریف لائے، حضرتؐ نے علیؓ کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے علی آج کا تیرا کام اتنا بڑا ہے کہ قیامت تک تمام مسلمانوں کے کام اسکی برابری نہیں کر سکیں گے۔

(باقی آئندہ پرچہ میں)

اس صدی کے گرو

گرو سر آغا خان

انکا نام سلطان محمد شاہ ہے، ہز ہائی نس سر آغا خاں کے نام سے مشہور ہیں، اسمعیلیہ فرقے کے سب سے بڑے گرو ہیں، انکے مرید افریقہ، ایران، ترکستان، سرحد افغانستان، عرب، اور ہندوستان میں بکثرت ہیں، ہندوستان میں سندھ، کچھ، کاٹھیاواڑ، گجرات، اور پنجاب میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔

سر آغا خاں حضرت علیؓ کی اولاد میں ہیں، حضرت امام جعفر صادقؓ کے بڑے لڑکے حضرت اسمعیلؒ کی اولاد نے مصر و افریقہ میں اپنی سلطنت قائم کر لی تھی، جو فاطمی حکومت کے نام سے مشہور ہے، اس حکومت کے آخری بادشاہوں میں ایک بادشاہ کے دو لڑکے تھے، ایک نزار اور دوسرا مستعلی، نزار بڑے تھے، مستعلی چھوٹے، باپ کے بعد ان دونوں بھائیوں میں تاج و تخت کے لئے لڑائی ہوئی، نزار اسکندریہ میں تھے اور مستعلی قاہرہ میں، نزار کو لڑائی میں شکست ہوئی اور وہ مارے گئے تو انکی اولاد اور مرید مصر سے بھاگ کر ملک شام کے پہاڑوں اور ایران کے کوہستان میں پناہ گزین ہوئے، شام کے پہاڑ لبنان میں دروس فرقہ بے شمار تعداد میں نزار کے عقائد کا معتقد ہو گیا، اور ایران میں حسن ابن صباح نے نزاریہ سلسلہ کو بڑھایا، اس کے بعد انقلابات ہوئے اور نزاریہ داعی آج سے تین سو برس پہلے ہندوستان میں آئے، پیر صدر الدین نے سندھ اور کچھ اور بمبئی کے علاقہ میں کام کیا، اور پیر امام الدین پیرانے علاقہ احمد آباد میں آباد ہوئے، اور پیر شمس الدین پنجاب میں کام کرنے لگے، مگر پیر امام الدین نے نزاریہ فرقہ سے علیحدہ ہو کر اپنا ایک علیحدہ فرقہ ست پنتھ کے نام سے چلایا، اور ستوینی نامی ایک کتاب مریدوں کے لئے لکھی، پیر شمس الدین نے پنجاب میں کہاروں اور سناروں کو نزاریہ فرقہ میں شریک کیا، اور اب وہ شمسی ہندو کہلاتے ہیں، کئی لاکھ انکی تعداد ہے، پیر شمس الدین کا مزار ملتان میں ہے، اور جاہل عوام غلط فہمی سے انہی کو حضرت مولانا روم کا پیر شمس تبریزی خیال کرتے ہیں، حالانکہ پیر شمس تبریزی کبھی ہندوستان میں نہیں آئے۔

پیر صدر الدین کے ذریعہ سے بھی لاکھوں ہندوؤں نے نزاریہ اسمعیلیہ عقائد کو قبول کیا، ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ ہی آخری زمانہ کے وہ اوتار تھے جن کا ہندوؤں کو انتظار ہے، اور سر آغا خاں چونکہ نزار کی اولاد میں ہیں جو حضرت علیؓ کی اولاد تھے، اس لئے سر آغا خاں خود بھی اوتار ہیں۔

حاصل مقصد یہ کہ سر آغا خاں انہی نزار کی اولاد میں ہیں، جن کا ذکر اوپر آیا

مگر انکی جماعت کو اب نزاریہ کوئی نہیں کہتا، بلکہ آغا خانی خوجہ یا اسمٰعیلی جماعت کہا جاتا ہے۔

سر آغا خاں نہایت خوبصورت آدمی ہیں، گورا رنگ بڑی بڑی آنکھیں داڑھی منڈی ہوئی، عمر پچاس سے زیادہ، انگریزی طرز معاشرت ہے، وہ زیادہ تر یورپ ہی میں رہتے ہیں، اور اٹلی کے شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے انہوں نے شادی بھی کی ہے، جس سے تیرہ چودہ برس کا ایک لڑکا بھی ہے، اور اس کا نام علیشاہ ہے۔

سر آغا خاں کے مرید اپنے مرشد اور گرو سے اتنی محبت رکھتے ہیں کہ آجکل شاید کوئی چیلا اپنے گرو سے اتنی محبت نہ رکھتا ہوگا، وہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ گرو کو دیتے ہیں اور دین دنیا کے ہر کام میں گرو کا دھیان جمائے رکھتے ہیں، سر آغا خاں کو بھی اپنے چیلوں سے بڑی محبت ہے اور وہ انکی ترقی اور بہبودی کے کاموں میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔

سر آغا خاں کی دنیا کے ہر بادشاہ کے ہاں بڑی عزت ہے، بڑے بڑے بادشاہ انکو اپنے ہمراہ کھانا کھلانا اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں، غرض آجکل کے زمانہ میں اپنی اسمٰعیلیہ جماعت کے ایسے گرو ہیں، جنکے چیلوں کی اطاعت و محبت ہر گرو کے چیلوں کو سیکھنی چاہیئے۔

اگرچہ گرو سر آغا خاں کا لباس اور رہنا سہنا انگریزوں جیسا ہے۔ مگر انکے چیلے کہتے ہیں کہ گرو جو چاہے پہنے، جس طرح چاہے زندگی بسر کرے جب اس کے کرم اور عمل اچھے ہیں۔ اور جب اس کے اندر بڑے گرو (امام) حضرت علی کا خون اور نور موجود ہے۔ تو وہ ہمارے گرو اور ہم ان کے چیلے۔ وہ ہمارے امام ہم ان کے مقلد۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ گرو سر آغا خاں اگر ہم سے ہزار کوس دور ہوں جب بھی ان کی روح اور آتما کی برکت ہمارے ساتھ رہتی ہے۔ اور ہمارے سب کام اس برکت سے پورے ہوتے رہتے ہیں۔ ہم ایک منٹ بھی اگر اپنے گرو سر آغا خاں سے بے اعتقاد ہوجائیں تو ہمکو کوئی نہ کوئی مال کا یا اولاد کا یا دکھ بیماری کا کوئی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اور ہماری آبرو میں یہاں بھی بٹہ لگتا ہے۔ اور مرنے کے بعد بھی ہمکو عذاب کا ڈر ہوتا ہے۔

گرو سر آغا خان کے چیلے اپنے پیر اور امام اور گرو کے درشن اور دیدار کو دونوں جہان کی نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔

حسن نظامی

مہربانی فرما کر رسالہ گروسیوک کی خریداری کے متعلق جناب اپنی منظوری و نامنظوری سے آج ہی اطلاع دیجئے۔ بشرط پسندیدگی دوسروں کو بھی اس رسالہ کی خریداری پر مائل کیجئے۔ منیجر

گرو نوری داس مہاراج

مسلمان قوم میں جنم لیا تھا، مولوی تھے، مارہرہ شریف ضلع ایٹہ کے مشہور خانقاہ کے مرید ہوئے، فقیری اختیار کی، بمبئی کے علاقہ میں بابا رہنا شروع کیا

گورا رنگ تھا، لمبی داڑھی، عمر پچاس سے زیادہ، تہمد باندھے رہتے، آنکھوں میں مستانہ انداز، ہاتھوں میں ایک ستار رہتا تھا، اکثر خدا کی تعریف کے بھجن گایا کرتے تھے، آواز میں عجب رس تھا، جو سنتا محو ہوجاتا۔ باتیں کرتے تو ایسی کہ لوگ حیران ہوجاتے، ابھی قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، ابھی اسکی تفسیر ویدک شاستروں سے بیان کر رہے ہیں، کبھی گیتا اور رامائن کے مضامین کا مثنوی مولانا روم اور دیوان حافظ سے مقابلہ ہو رہا ہے، خود بھی رو رہے ہیں اور سننے والوں کو بھی رلا رہے ہیں، مٹی کے فرش پر ایک بوریا بچھا ہوا ہے، اس پر بیٹھے ہیں، آس پاس ہندو مسلمان پارسی یہودی، اعلیٰ ذات کے برہمن، ادنیٰ ذات کے شودر، عورت مرد، حلقہ باندھے بیٹھے ہیں، کسی کو ذات پات، ادنیٰ اعلیٰ کی تمیز نہیں ہے، یہاں تک کہ سینکڑوں جو نوری بابا کے عاشق زار تھے آدمیوں کے اس جھرمٹ میں جمع ہیں، اور چپ چاپ بیٹھے بابا کی باتیں سن رہے ہیں۔ نوری بابا کے ہندو چیلے ہزاروں مرید و معتقد تھے، بڑے بڑے وکیل، جج، بیرسٹر ہاتھ باندھے سامنے بیٹھے رہتے تھے، ایک دفعہ بابا پہاڑ میں ایک قدرتی چشمہ کو کھڑے غور و دیکھ رہے تھے، انکے چند برہمن چیلے کسی فوٹو گرافر کو لے آئے اور بابا سے کہا کہ آپ کی تصویر لینی چاہتے ہیں، بابا نے جواب دیا، پہلے مالک کی تصویر کو دیکھو، بندے کی تصویر میں کیا رکھا ہے، مگر چیلے نہ مانے اور انھوں نے اصرار کیا، تو بولے اچھا لے لو، میرا کیا ہرج ہے، اس کے بعد پھر قدرتی چشمہ کے بہاؤ کو دیکھنے لگے، فوٹو گرافر نے اپنا کام پورا کیا، تصویر کھینچکر اپنے گھر لے گیا، دوسرے دن جب پلیٹ کو چھاپا، تو ہکا بکا رہ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ بابا کی تصویر میں تین منہ ہیں۔ ایک سامنے، اور دو دونوں کانوں کی طرف، رفتہ رفتہ یہ خبر برہمن چیلوں کو پہنچی، انھوں نے وہ تصویر چھپوا دی، اور انگریزی زبان میں تمام واقعات اس کے ساتھ شائع کئے۔

میں نے جب بابا کی زیارت کی ہے، واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ و درویش میرے ساتھ تھے، بابا اسوقت ماٹونگا بمبئی میں رہتے تھے، اس کے بعد بھی کئی دفعہ ان سے ملنا ہوا، جب دیکھا ہزاروں ہندو مسلمانوں کو انکے پاس جمع پایا، بابا کے بیوی بچے بھی تھے، اسی سنہ ۱۹۲۰ء میں بمقام تھانہ علاقہ بمبئی بابا کا انتقال ہوگیا، اور اسی جگہ دفن ہوئے۔ گدی پر ان کے چھوٹے بیٹے بیٹھے ہیں۔

حسن نظامی

گروسیوک کی نسبت اگر آپ نے اچھی رائے قائم کی ہو اور اس کے مضامین آپ کو پسند ہیں تو خود خریداری کے علاوہ ترسیع اشاعت میں کوشاں ہوجئے۔ نیازمند منیجر

ہندو فقرا کی معلومات

(از مصور فطرت، سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

اس رسالہ کے مسلمان ناظرین کی معلومات کیلئے ہندو فقرا، اور انکے طریقوں اور دستوروں کا حال لکھا جاتا ہے تاکہ وہ سب فقرا اور انکی اندرونی حالت سے آگاہ ہوں اور وہ نفرت اور غیریت دور ہوجائے جو ہندو مسلمانوں میں ایک دوسرے کو نہ جاننے کے سبب پائی جاتی ہے۔

(حسن نظامی)

چار مٹھ

ہندو فقرا میں چار مٹھ یعنی چار گدیاں فقرا کی ہیں، جن کو سوامی شنکر اچاریہ نے قایم کیا تھا، یا انکے وقت میں یہ چار گدیاں قایم ہوئی تھیں، پہلی گدی کا نام سارو نا مٹھ ہے، یہ ہندوستان کے مغربی علاقہ دوارکا جی میں واقع ہے، دوسری گدی ہندوستان کے مشرق جگن ناتھ میں ہے، جو بنگال میں واقع ہے، اس گدی کا نام گوبردھن ہے، تیسری گدی ہندوستان کے شمال میں ہے جس کا نام جوشی مٹھ ہے، یہ گدی مشہور تیرتھ بدری ناراین کے راستہ میں واقع ہے، چوتھی گدی ہندوستان کے جنوب میں ہے، اس کا نام سینگری مٹھ ہے، اور مشہور تیرتھ رامیشور کے راستہ میں واقع ہے، اور رامیشور مدراس (میسور) کی طرف ہے، سینگری مٹھ کو ادکھی مٹھ بھی کہتے ہیں، پہلی گدی کے فقرا کے ناموں کیساتھ تیرتھ یا آشرم کا لفظ لگایا جاتا ہے، جیسے سوامی رام تیرتھ، یا ہرگوپال آشرم، اور دوسری گدی کے فقرا کے ناموں کے ساتھ لفظ بن یا آرم لگایا جاتا ہے اور تیسری گدی کے سادھوؤں کے ناموں کے ساتھ الفاظ گری، پربت، ساگر لگائے جاتے ہیں، چوتھی گدی کے سادھوؤں کے ناموں کے ساتھ سرستی، بھارتی، پوری کے الفاظ لگائے جاتے ہیں، پس جب کسی سادھو کے نام کے آخر میں مذکورہ الفاظ ہوں، تو اس سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ اس فقیر کا فلاں گدی سے تعلق ہے جیسے مسلمان فقرا میں لفظ قادری چشتی نقشبندی سہروردی، ناموں کے آخر میں لگانے سے معلوم ہوجاتا ہے، کہ اس کا فلاں سلسلہ سے تعلق ہے۔

مذکورہ ناموں میں سے اگر کوئی نام کسی سادھو کے نام کے ساتھ نہ ہو تو اس کو سنیاسی سادھو نہیں مانا جائیگا، البتہ پرم ہنس سادھو اپنے ناموں کے آخر میں لفظ آنند بڑھا لیتے ہیں، مثلاً کیشو آنند وغیرہ (آریہ سماجی فقرا بھی اپنے ناموں کے آخر میں آنند کا لفظ بڑھا لیتے ہیں، مگر درحقیقت وہ کسی فقرا کی گدی سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ ہندوؤں کو دھوکا دینے کے لئے انھوں نے اپنی صورت بھی فقیروں کی سی بنائی ہے، اور نام بھی ہندو فقرا کے سے رکھے ہیں، ورنہ یہ لوگ ہندو مذہب، اور ہندو فقیری کے سخت دشمن ہیں)

اکھاڑے

مسلمانوں میں فقرا کی جماعتوں کو بھی سلسلوں یا خانوادوں یا طریقوں کے ناموں سے پکارا جاتا ہے، مثلاً چشتیہ سلسلہ، نقشبندیہ خانوادہ، قادریہ طریقہ، ہندو فقرا میں اس کے لئے اکھاڑے کا لفظ ہے، شیومت کے سنیاسی فقیروں میں سات اکھاڑے ہیں جن میں تین چار بڑے بڑے اعلیٰ مانے جاتے ہیں، پہلے اکھاڑے کا نام جونا اکھاڑہ ہے۔ اس کو بھیروں اکھاڑہ بھی کہتے ہیں، دوسرے اکھاڑے کا نام نرنجنی اکھاڑہ ہے، تیسرے اکھاڑے کا نام نربانی اکھاڑہ ہے، پہلے جونا اکھاڑے میں برہمچاریوں کے دو اکھاڑے ابھن اکھاڑہ اور اگن اکھاڑہ بھی شامل ہیں، اور دوسرے نرنجنی اکھاڑے میں آنند اکھاڑہ بھی شامل ہے، اور تیسرے نربانی اکھاڑے میں اٹل اکھاڑہ بھی شامل ہے، اس لحاظ سے یہ سات اکھاڑے ہوئے پہلا جونہ، دوسرا نرنجنی، تیسرا نربانی، چوتھا اٹل، پانچواں ابھن، چھٹا آنند ساتواں اگن،

جب کوئی شخص فقیر بنتا ہے، تو گرو پہلے اسکے جنیو اور چوٹی کو جدا کرتا ہے، اس کے بعد اس کو گرو منتر سکھاتا ہے، گرو منتر یہ ہے، اوم منش سواتے ہری منش سواتے

جونا اکھاڑے والے فقرا ہر جگہ لوگوں کو چیلا بنا سکتے ہیں، یعنی خواہ وہ اکھاڑے کے اندر ہوں، یا اکھاڑے سے باہر کسی اور جگہ ہوں، مگر نربانی اور نرنجنی اکھاڑے والے اکھاڑہ کے اندر کسی کو چیلا نہیں بنا سکتے، ان کو چیلا بنانے کے لئے اکھاڑے سے باہر جانا پڑتا ہے۔

ڈنڈی سادھو

ہندو فقرا صرف برہمن ذات کے لوگوں کو ڈنڈی سادھو بناتے ہیں، اور کسی ذات والے کو نہیں، دیکھا ہوگا کہ بعض فقیروں کے ہاتھ میں ایک لکڑی سی ہوتی ہے، جس کے اوپر گیروا کپڑا لپیٹ لیتے ہیں، اور اوپر کے سرے پر اس کپڑے کی تھیلی سی بنا دیتے ہیں، اسی کا نام ڈنڈی ہے، ضرورت کے وقت جب اس ڈنڈی کو رکھنا چاہیں، تو اس کو کسی اونچی جگہ کھڑا کرتے ہیں، اور اسکو کسی پاک چیز پر رکھتے ہیں۔ ڈنڈی سادھو آگ نہیں جلا سکتا، نہ آگ پر کھانا پکا سکتا ہے، آگ کے پاس جانا بھی اس کو جائز نہیں، البتہ آگ کا پکا ہوا کھانا کوئی شخص دیدے، تو اس کا کھا لینا جائز ہے ڈنڈی سادھو، ہر ایک اکھاڑے میں ہو سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ وہ برہمن ذات سے ہو، اس سادھو کے گرو کو اختیار ہے کہ چاہے بارہ برس تک سادھو لباس میں رکھے، یا تین روز یا تین گھڑی۔

الکھیا سادھو

اس فقیر کی کمر میں ایک چپراس سی بندھی رہتی ہے جس پر سری پنچ جونا اکھاڑہ ہردوار لکھا رہتا ہے، اون کا متنگا، یعنی ایک اونی رسی کمر سے بندھی رہتی ہے، جسمیں ایک تانبے کی گھنٹی لٹکاتے ہیں، داہنے ہاتھ میں کنگن ہوتا ہے، اور کندھے پر ایک جھولی ہوتی ہے، جھولی کے اندر اکھاڑے کی بھبوت یعنی راکھ رکھتے ہیں، جب اکھاڑے سے نکلتے ہیں، تو اس بھبوت کو اپنے جسم پر مل لیتے ہیں، اور راستہ میں کوئی شخص انکے اکھاڑے کی برکت لینا چاہے، تو اپنی جھولی سے بھبوت لیکر اس کے ماتھے پر ٹیکہ لگا دیتے ہیں۔

الکھیا سادھو، بھیک مانگتے ہیں، مگر بھیک مانگنے میں ضد نہیں کرتے، الکھ کی آواز دیتے ہوئے گذر جاتے ہیں، جس کا جی چاہے، ان کو بھیک دے، جس کا جی چاہے نہ دے، ان کے ایک ہاتھ میں لوہے کا دست پناہ رہتا ہے، اور دوسرے میں لکڑی کا ایک برتن، جس کو کھپڑا کہتے ہیں، جب انکو بھیک دی جاتی ہے، تو اس کھپڑے میں لیتے ہیں

جب کپڑا ابھر جاتا ہے، تو جھولی میں ڈال لیتے ہیں، یہ لوگ غلّے کی قسم میں سے کوئی چیز نہیں لیتے انکے اکھاڑے میں، اگر کسی دوسرے اکھاڑے کا آدمی آ جائے، تو اس کو بھی کھانا کھلاتے ہیں، اور اپنے ہاں ٹھیرانے سے روکتے نہیں،

اکامیا سادھو کو ایک جگہ کھڑے ہونے کی اجازت نہیں ہے، اگر کہیں کھڑے ہونے کی ضرورت پڑ جائے، تو کھڑے کھڑے ایک پیر اٹھائیں گے، دوسرا لٹکائیں گے، دوسرا لٹکائیں گے، تو پہلا اٹھائیں گے، تاکہ پاؤں کو قرار نہ رہے، اگر یہ آگے بڑھ گئے ہوں، اور کوئی شخص بھیک دینے کے لئے ان کو پکارے تو یہ الٹے پاؤں اس کی طرف چلیں گے، ان کو سیدھے رخ چلنے کی اجازت نہیں ہوگی اور بھیک لیتے ہی فوراً آگے بڑھ جائینگے ان کے سروں پر بال ہوتے ہیں اگر بال نہ ہوں تو سر پر راکھ مل لیتے ہیں، یا بالوں کی ٹوپی اوڑھ لیتے ہیں، یہ لوگ بارش اور آندھی میں بھی بھیک مانگنی بند نہیں کرتے، کیونکہ ان کی خوراک کا انتظام بھیک ہی پر منحصر ہوتا ہے، کسی ریاست یا کسی امیر یا کسی معتقد سے ان کے لئے کچھ مقرر نہیں ہے ؛

پرم ہنس سادھو

کو ڈاڑھی مونچھ اور سر منڈانا ضروری ہے، اور گیروا کپڑا پہننا بھی ضروری ہے، خواہ کرتا ہو، یا کوٹ ہو، یا ٹوپی یا صافا، کوئی چیز بھی ہو، مگر کوئی نہ کوئی کپڑا گیروے رنگ کا ضرور ہو، اگر سب کپڑے سفید ہوں تو کچھ ہرج نہیں ہے، مگر ایک آدھ کپڑا بھگوا ضرور ہونا چاہیئے ؛

سنیاسی سادھو

کے لئے ڈاڑھی منڈانا، یا مونچھیں اور سر کے بال منڈانا ضروری بات نہیں ہے، یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے، خواہ رکھے یا منڈائے، مگر چوٹی اور جنیؤ رکھنے کی سخت ممانعت ہے، اسکو بھی کوئی نہ کوئی گیروا کپڑا رکھنا ضروری ہے، دست پناہ اور کمنڈل رکھنے کی ہر ایک سادھو کو اجازت ہے ؛

نانگے سادھو

کو ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال منڈانا منع ہے، بالوں کو استرا اور قینچی لگانے کی سخت ممانعت ہے، بدن پر بھبوت ملنا نہ ملنا انکی مرضی پر منحصر ہے، نہاتے وقت اس سادھو کو بالکل ننگا ہو جانا ضروری ہے، دھوتی لنگا باندھی اس کے لئے اختیاری امر ہے، جونا اکھاڑے کے نانگے سادھو کے سوا اور کسی اکھاڑے کے ننگے سادھو کو برہنہ ہو کر نہانے کی پابندی نہیں ہے۔ نانگے سادھو کو تمباکو اور چرس پینے کی سخت ممانعت ہے، یہ سادھو صبح شام غسل کرنے کے بعد گرو کی مالا جپتے ہیں اور دتاتری جی کی پوجا کرتے ہیں، دوسرے دیوتاؤں کی پوجا کرنے کی بھی ان کو اجازت ہے، اس سادھو کو رُدّراج کی مالا گلے یا ہاتھ میں رکھنی چاہیئے، ان سادھوؤں کو شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے، اور اگر کوئی شادی کرلے تو پھر وہ گوشائیں گرہستی سادھو کہلاتا ہے۔ اس اکھاڑے کے سادھو، کسی دوسرے اکھاڑے والے سادھوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا نہیں کھا سکتے ؛

صدر مقام

نربانی اکھاڑے وغیرہ کا صدر مقام ریاست بڑودہ ہے اور ریاست اندور اور اودے پور میں بھی، ان کے مرکز ہیں،

ریاستیں ان کو امداد دیتی ہیں، ان فقیروں کے پاس ہاتھی گھوڑے، اونٹ اور ہتھیار بھی رہتے ہیں ؛

کمبھ کا اشنان

ہردوار اور گوداوری میں کمبھ کے بڑے نہان کے وقت پہلے نرنجنی اکھاڑے کے لوگ نہاتے ہیں، پھر جونا اکھاڑے کے، پھر نربانی اکھاڑے کے، پھر بیراگی اکھاڑے کے، پھر اداسیوں کے بڑے اکھاڑے کے، پھر اداسیوں کے چھوٹے اکھاڑے کے، اور پھر نرملے اکھاڑے کے، اور انکے بعد باقی سادھو، نہاتے ہیں، اور پریاگ راج یعنی الہ آباد میں نہان اس طریق سے ہوتا ہے، کہ پہلے نربانی اکھاڑہ، پھر نرنجنی اکھاڑہ، پھر جونا اکھاڑہ، پھر بیراگی اکھاڑہ، پھر اداسیوں کا چھوٹا اکھاڑہ، پھر اداسیوں کا بڑا اکھاڑہ، پھر نرملوں کا اکھاڑہ، پھر دوسرے سادھو لوگ ؛

ان سب اکھاڑوں میں شادی کرنے کی ممانعت ہے، لیکن اگر کوئی شادی کرلے تو پھر یہ لوگ گوشائیں کہے جاتے ہیں، اور یہ گوشائیں آپس میں ایک دوسرے کے ہاں شادی کرتے ہیں، چونکہ اٹل، ابھین، اگنی، آنند، اکھاڑوں کے سادھو اب کم ہوتے ہیں، اس لئے جونا، نربانی، اور نرنجنی اکھاڑوں نے ان چاروں اکھاڑوں کو اپنے اندر ملا لیا ہے، تاکہ ان کا نام مٹ نہ جائے، جونا اکھاڑے میں نہ کچھ جائداد ہے نہ اس کو کسی ریاست سے امداد ملتی ہے، صرف بھیک مانگنے پر بسر اوقات ہے، البتہ مقام مایا پوری ہردوار میں انکا ایک مندر ہے، جس کے چڑھاوے اور مکانات کے کرایہ کی آمدنی سے خرچ چلتا ہے، نربانی اور نرنجنی اکھاڑوں کے پاس جائداد بہت زیادہ ہے۔ اور اسی واسطے ان اکھاڑوں کے سادھو بکثرت ہیں، خصوصاً نربانی اکھاڑہ جس کے سرپرست مہاراجہ اودے پور ہیں ؛

پرنالی

جس طرح مسلمان فقراء میں مریدوں کو شجرہ دیا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ مرید اپنے پیروں کے ناموں کو سمجھتا اور پڑھتا ہے اسی طرح ہندو فقیروں کو پرنالی دیجاتی ہے، جس کے ذریعہ سے وہ اپنے گرو، اور مہاگرو، کے نام اور پتہ کو یاد رکھتے اور ان کے ناموں کا جاپ کرتے ہیں ؛

رباعیات سرمد شہید مترجم

حضرت سرمد شہید کی ۳۲۱ فارسی رباعیاں اور ہر فارسی رباعی کے نیچے اردو رباعی بطور ترجمہ منسلک ہے۔ ترجمہ ایسا بیتل ہے جس میں حضرت سرمد کا مستانہ رنگ جھلک رہا ہے۔ شروع میں حضرت سرمدؒ کے قتل کا واقعہ جو شاہ عالمگیر کے حکم سے ہوا تھا۔ مولانا ابو الکلام آزاد کے قلم سے تحریر کیا ہے۔ قیمت صرف ۱۲ ؍ مجلد ۱۴ ؍ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ علاوہ اس کے ہمارے ہاں ہر مذاق اور ہر فن کی کتابیں اور قلمی مجید ہر تقطیع کے نہایت صحیح اور عمدہ بکفایت سے ہیں۔ فہرست منگائیے۔

ملنے کا پتہ گروسیوک بک ایجنسی ترا ہا بہرام خاں دہلی

فقیروں کی کرامات

(از مصور فطرت مرشد مولانا حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

فقرا کسی مذہب کے ہوں، اگر وہ سچے فقیر ہیں، اور انکے اندر دنیا کا لالچ اور دنیا کے نام و نمود کا خیال نہیں ہے، تو ان کے ہاتھوں سے ایسے ایسے کام ہوتے ہیں، جو عقل میں نہیں آسکتے، اور جو چیز عقل میں نہ آئے، اسی کو کرامت کہتے ہیں؛

یہ زمانہ انکار کا ہے، اگر گراموفون باجہ کا ریکارڈ گانا گاتا ہے یا منتا رو تا ہے تو سب لوگ یقین کرتے ہیں، اور کسی کو اسپر تعجب نہیں ہوتا، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ فلاں فقیر کی دعا یا برکت سے پتھر مٹی میں سے آواز آنے لگی، تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات عقل کے خلاف ہے، دہلی میں بیٹھا بے تار کی خبر رسانی کے ذریعہ پانچ منٹ کے اندر اندر لندن سے خبر آجائے، تو وہ تو عقل کے موافق لیکن کوئی فقیر اپنی دل کی روشنی میں پچاس کوس دور کی بات بتا دے تو اس سے انکار کیا جاتا ہے، بمبئی میں جو شخص بیٹھا ہے، وہ ٹیلیفون کا آلہ کان اور منہ سے لگا کر پشاور والے سے بات کر سکتا ہے، اپنی آواز اس کو سنا سکتا ہے، اسکی آواز خود سن سکتا ہے، اسپر اس کو کچھ تعجب نہیں ہوتا۔ اور کوئی شخص بھی اس کے سچ ہونے پر شک نہیں کرتا۔ لیکن ایک فقیر پشاور میں بیٹھکر بمبئی کی خبر سنا تا ہے۔ تو آجکل کے نئی روشنی والے اس کو جھٹلاتے ہیں اور خلاف عقل بتاتے ہیں؛

یہ بالکل سچ ہے کہ آجکل کے زمانہ میں ایسے سچے آدمی بہت کم نظر آتے ہیں، جنکے اندر باطنی قوتیں، اور عقل کو حیران کرنے والی کرامتیں ہوں، لیکن اس کمی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا میں ایسے لوگوں کا وجود ہی باقی نہ رہا ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمایا کہ جب بندہ عبادت اور اطاعت کے ذریعہ مجھ سے قریب ہو جاتا ہے، تو میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں یعنی اس کے ہاتھوں کے کام گویا میرے ہاتھوں کے کام ہوتے ہیں۔ میں اسکی آنکھ بن جاتا ہوں وہ میرے دیکھتا ہے، میں اسکی زبان بن جاتا ہوں وہ مجھ سے بولتا ہے؛ گویا انسانی آنکھ ناک، کان، اور زبان کے افعال قرب خدا کے سبب بشری افعال نہیں رہتے، بلکہ وہ خدائی افعال ہو جاتے ہیں، پس ایسی صورت میں اولیا ماللہ اور وہ فقرا جو عبادت اور اطاعت رب کے سبب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوگئے ہوں، اگر ایسے چمتکار اور کرشمے دکھائیں جو عقل میں نہ آسکتے ہوں، تو کچھ عجیب نہ ہوگا، کیونکہ مذکورہ حدیث قدسی کے بموجب وہ کام انسان کے نہیں، بلکہ خدا کے کام ہیں؛

زبان کی تاثیر ایسے فقرا کی زبان میں ایک عجیب وغریب اثر پیدا ہو جاتا ہے، الفاظ کیسے ہی معمولی اور بے اثر ہوں، لیکن ان کے اندر ایک غیبی قوت ہوا کرتی ہے، مثلاً حضرت غوث الاعظم سید نا عبد القادر جیلانی رض کے حالات میں لکھا ہے کہ جب انکے صاحبزادے، تعلیم سے فارغ ہوتے، تو ایک روز وعظ کی مجلس میں انہوں نے دو گھنٹے نہایت اعلیٰ درجہ کی تقریر کی، اور ایسے عجیب وغریب علمی نکتے بیان کئے جو اسوقت تک کسی نے نہیں سنے تھے، مگر حاضرین وعظ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا، اور وہ چپ چاپ بیٹھے سنتے رہے، دو گھنٹہ کے بعد جب یہ اپنی تمام قابلیت خرچ کر چکے، تو وعظ کے ممبر سے نیچے اُتر آئے، اور انکو بہت تعجب تھا کہ انکا وعظ ایسا بے اثر کیوں رہا، ان کے بعد ان کے والد حضور غوث پاک رض ممبر پر تشریف لیگئے اور انہوں نے یہ تقریر فرمائی،

"صبح کی نماز کے بعد جب میں مصلے پر بیٹھا تھا میں نے دیکھا کہ طاق میں مٹی کا ایک پیالہ رکھا ہوا ہے جسمیں دو انڈے تلے ہوئے رکھے ہیں، یہ میری بیوی نے میرے واسطے تلے تھے، اتنے میں ایک بلی آئی، اور اس نے طاق پر جھپٹا مارا، مٹی کا پیالہ نیچے گر پڑا، اور ٹوٹ گیا، انڈوں کو بلی کھا گئی"؛

اتنا بیان کرنے پائے تھے کہ تمام حاضرین جلسہ بے قرار ہوکر رونے لگے، اور تمام مجلس میں ایک تلاطم پیدا ہوگیا، وعظ کے بعد جب حضرت غوث پاک رض اپنے گھر میں تشریف لائے، تو ان کے صاحبزادے نے اپنے والد سے پوچھا کہ میں نے دو گھنٹے تک ایسا اعلیٰ درجہ کا وعظ کہا، اور ایسی عجیب وغریب مفید باتیں بیان کیں مگر کسی شخص کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہیں نکلا، اور جب آپ نے انڈوں کا قصہ بیان کیا، تو سب لوگ رونے لگے، اور انپر عجیب وغریب اثر قایم ہوگیا، حالانکہ آپکے بیان میں نہ کوئی حکمت کی بات تھی نہ نصیحت کی، اسکی کیا وجہ ہے، حضرت نے جواب دیا علم اور چیز ہے اور عمل اور چیز ہے تمہارا وعظ علم کی زبان سے تھا، اور میرا وعظ دل کے عمل کی زبان سے تھا، حاضرین جلسہ اہل دل تھے، انھوں نے سمجھ لیا کہ طاق سے مراد کیا ہے، مٹی کے پیالہ کا مقصد کیا ہے، اور دو انڈے کیا چیز ہیں، اور جھپٹا مارنے والی بلی کیا ہے، اور پیالے کے ٹوٹنے کا مطلب کیا ہے، اسواسطے انپر اثر ہوا، اور وہ رونے لگے، اور تم نے محض علم کی زبان سے تقریر کی جس کے اندر قلبی کیفیت بالکل نہ تھی، اس حکایت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اولیا ماللہ کی کرامات، انکی باطنی اور قلبی قوت سے صادر ہوتی ہیں؛

پانی پت میں حضرت غوث علی شاہ صاحب، ایک بزرگ گذرے ہیں، ان کے پاس کوئی عورت تعویذ مانگنے آئی، کہ خدا اُس کو بیٹا دے، اس وقت قوال گا رہا تھا، شاہ صاحب نے قوال کی غزل کا ایک مصرعہ لکھوا کر دیدیا، کہ اس کو تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لے، سال بھر کے بعد وہ عورت بچے کو گود میں لیکر آئی اور کہا، آپ کے تعویذ کی برکت سے خدا نے مجکو بیٹا دیا، حضرت نے فرمایا تعویذ کہاں ہے، اس عورت نے وہ تعویذ سامنے حاضر کیا، آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ اس تعویذ کو کھول کر دیکھو، دیکھا تو غزل کا ایک مصرعہ تھا، تعویذ کی عبارت کوئی چیز نہیں تھی، پس معلوم ہوا کہ اثر تو تعویذ دینے والے کی زبان اور باطنی قوت کا ہوتا ہے، اور اسی پر تمام کرامتوں کو قیاس کرنا چاہیئے؛

حسن نظامی

مجرّبات عملیات

(از مصور فطرت مرشدنا مولانا حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

بے اعتقادی کے زمانہ میں عملیات کا ذکر کرنا لوگوں کو عجیب وغریب معلوم ہوگا، اور بعض لوگ خیال کریں گے، کہ عملیات کی بجائے، کوئی اور مضمون لکھا جاتا تو مناسب تھا لیکن خواص کے ملنے والے ہیں، اور جن کو عملیات سے تسلی اور تسکین ہوتی ہے، وہ گروسیوک جیسے رسالہ میں عملیات کے مضامین کو دیکھکر بہت خوش ہونگے، کیونکہ ہر مہینہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے گذشتہ اور موجودہ ناموَر فقرا کے وہ اعمال یہاں درج ہوا کریں گے، جو ایک مدت تک اب تک پوشیدہ ہیں، اور جن کے بتانے میں اکثر مشائخ اور فقرا بخل کرتے ہیں نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، رفاعیہ، شاذلیہ وغیرہ تمام مشہور خانوادوں کے مخفی اور ضروری اعمال یہاں درج ہوا کریں گے۔

اطمینان قلب

ہر بادشاہ اور ہر گدا، اور ہر ادنیٰ اور ہر اعلیٰ ہر مرد اور ہر عورت جو اس زمین پر آباد ہے، اسکو اطمینان قلب کی ضرورت ہے، ہر ایک بندہ طمانیت خاطر کی تلاش میں ہے، قلبی اطمینان جس کو شانتی، تسلی، تسکین کہنا چاہئیے، ہر مذہب والے کو درکار ہے، اس واسطے اگر کسی شخص کو کسی کی موت، یا کسی کی بیماری، یا کسی جانی ومالی نقصان یا کسی اور وجہ سے کوئی بے چینی اور دل کی پریشانی پیش رہی ہو تو وہ اس عمل پر توجہ کرے، فوراً دل کا اطمینان حاصل ہو جائیگا عمل یہ ہے منہ بند کر کے سانس کے اندر رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا پانچ مرتبہ ایک سانس میں کہے، اور جس وقت سانس میں یہ پڑھ رہا ہو، داہنی آنکھ کو بند کر کے بائیں آنکھ سے ناک کے بائیں نتھنے کو دیکھتا رہے، اسی طرح جب دوسرے سانس میں پانچ دفعہ یہ دعا پڑھے تو بائیں آنکھ بند کرے، اور داہنی آنکھ سے ناک کے داہنے نتھنے کو دیکھتا رہے۔ پہلے دن تین سانس کا عمل ہونا چاہئیے یعنی تین سانسوں میں پندرہ مرتبہ عمل پڑھنا چاہئیے، اس کے لئے صبح کی نماز کے بعد کا وقت بہت اچھا ہے، دوسرے دن چار سانس کا عمل کرے، تیسرے دن پانچ کا اسی طرح ایک روز بڑھاتا جائے، یہانتک اکتالیس دن تک ترقی رہے، اس کے بعد ایک روزکی کمی شروع کرے، یہانتک کہ پھر پہلے دن کی طرح تین سانس پر آجائے، اس کے بعد پھر ایک ایک سانس کی ترقی کرنا شروع کرے، اور اکتالیس تک پہنچا دے، اگر یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہے تو اس کا دل کسی مصیبت سے پریشان نہیں ہوگا، اور ہر تکلیف اور آفت کے وقت اس کا دل لوہے کی طرح مضبوط رہے گا، اور اس طریقے سے دل میں ایک عجیب طرح کی فرحت وراحت محسوس ہوگی۔

تنگی روزگار

جو لوگ مفلسی میں مبتلا ہیں، اور کوئی روزگار میسر نہیں آتا یا قرضہ بہت ہو گیا ہے، اور ادائگی کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی، یا کاروبار میں برکت نظر نہیں آتی، کوئی نہ کوئی نقصان پیش آجاتا ہے، یا خرچ آمدنی سے بڑھا رہتا ہے، ان کو چاہئیے کہ رات کو سوتے وقت باوضو ایک ٹانگ سے کھڑے ہو کر ایک سو ستره بار یا باسط یا فتاح پڑھیں اور پھر اٹھائی ہوئی ٹانگ کو ٹکا کر دوسرا پاؤں اٹھالیں، اور پھر ایکسو سترہ مرتبہ یا باسط یا فتاح پڑھیں، خدا نے چاہا بہت جلد یہ تمام تکالیف دور ہو جائیں گی۔ اور خود بخود روزگار اور رزق میں ترقی ہوگی۔

بڑی مشکل

کسی خاص مقدمہ، یا کسی خاص بیماری یا کسی خاص مصیبت کے وقت غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر ایک برتن میں پانی بھر کر رکھ لیا جائے، اور اسمیں اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت اور دونوں ہاتھ پہنچوں سمیت ڈبو دئیے جائیں، اور اس کے بعد اکیس مرتبہ آنکھیں بند کر کے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے اس کے بعد ہاتھ پاؤں نکالکر اللہ تعالےٰ سے اس مہم کے لئے دعا کی جائے، اور وہ پانی کسی گائے یا بکری کے سامنے رکھا جائے، اگر گائے یا بکری فوراً پانی پی لے، تو سمجھنا چاہئیے کام بہت جلدی ہو جائے گا، بچا ہوا پانی کسی محفوظ جگہ میں ڈالدیا جائے۔

دق کا علاج

جس شخص کو ڈاکٹروں نے دق کا مرض تجویز کیا ہو، اس کے دونوں ہاتھ کے ناخن پاک پانی کے ایک برتن میں ڈبوئے جائیں اور سامنے تین آدمی بیٹھکر ایک سو سترہ مرتبہ ہر شخص یَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ پڑھے، اگر بیمار عورت ہو تو ان پڑھنے والوں اور مریض کے درمیان ایک پردہ ڈال لیا جائے۔ ورنہ پڑھنے والے مریض کے سامنے بیٹھیں اور جب تینوں آدمی اپنی اپنی تعداد پوری کر چکیں تو مریض پر دم کریں، اور وہ پانی کسی برتن سے ڈھک کر کسی ہرے درخت کی جڑ میں ڈال دیا جائے، سات روز کے بعد درخت کو غور سے دیکھا جائے، اسکی کوئی نہ کوئی شاخ خشک ہو گئی ہوگی، اگر ایسا ہو تو سمجھنا چاہئیے کہ بیمار جلدی اچھا ہو جائے گا، ورنہ یا تو دیر لگے گی، یا اچھا نہ ہوگا۔

شغل آفتابی

سورج نکلنے کے وقت، سورج کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو، آنکھیں بند ہوں، مگر جگہ ایسی ہو کہ سورج نکلے تو اسکی پہلی شعاع اس کی آنکھوں پر پڑے اور کھڑے کھڑے ایک سو سترہ مرتبہ سانس کے اندر یہ عبارت پڑھے

آفتابم، آفتابم، آفتاب

سات دن تک یہ کرتا رہے، آٹھویں دن بالکل خاموش کھڑا رہے، اتنی ہی دیر جتنی دیر میں ایک سو سترہ کی تعداد پوری ہوتی، اور نویں دن سے پھر شروع کرے، اور سات دن لگاتار پڑھتا رہے آٹھویں دن پھر چھوڑ دے، اس طرح سات ہفتے پڑھنا چاہئیے تسخیر آفتاب کا اثر پیدا ہو جائے گا، اور عامل کو عجیب وغریب تسخیر نمایاں ہونے لگے گی۔

ـــــــــــــــ

گرو نندا

(از مصور فطرت سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ)

بزرگوں اور پیشواؤں کی ہجو اور برائی کو گرو نندا کہتے ہیں، آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ہر مذہب کے بزرگوں اور بانے والوں کو بہت ہی برے برے الفاظ سے یاد کیا ہے، ارادہ ہے کہ ہر مہینہ اس عنوان کے ماتحت ستیارتھ پرکاش کے ان مضامین کو جن میں بزرگوں کی ہجو کی گئی ہے، یہاں درج کر کے ناظرین کو بتایا جائے کہ جس مذہب میں سوائے دوسروں کی ہجو اور بدگوئی کے دوسری کوئی بھی اچھی بات نہ ہو، اسکو چھوڑ دینا ہی اچھا ہے، میں اپنے ہندو اور سکھ، اور دیگر غیر مسلم بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس باب کو ذرا غور سے دیکھا کریں، تاکہ وہ آریہ سماجی جال سے محفوظ رہیں، اور سمجھ لیں کہ جس مذہب کی بنیاد دوسرے بزرگوں کو برا کہنا ہو، وہ مذہب نہیں، بلکہ بس کی گانٹھ ہے، اس سے دور ہی رہنا اچھا ہے۔

حسن نظامی

ست گرو نانک صاحب کی توہین

سوامی دیانند اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ تین سو اناسی اور اٹھی گیارہویں باب کے اٹھانوے سوال کے جواب میں سکھ قوم اور سکھ مذہب کے بانی ست گرو نانک صاحب کی نسبت یہ لکھتے ہیں،

"نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا، لیکن علمیت کچھ بھی نہ تھی، ہاں زبان اس ملک کی جو گانوں کی ہے، اس کو جانتے تھے، وید آدی شاستر اور سنسکرت کچھ بھی نہیں جانتے تھے، اگر جانتے ہوتے تو نربھے لفظ کو نربھو کیوں لکھتے، اور اسکی مثال ان کا بنایا سنسکرتی ستوتر ہے، چاہتے تھے کہ میں سنسکرت میں بھی قدم رکھوں لیکن بغیر پڑھے سنسکرت کیسے آسکتی ہے، ہاں ان گنواروں کے سامنے کہ جنہوں نے کبھی سنسکرت سنی بھی نہیں تھی، سنسکرتی بنا کر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہونگے، یہ بات اپنی بڑائی، عزت اور اپنی شہرت کی خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے ان کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی، نہیں تو جیسی زبان جانتے تھے، کہتے رہتے، اور یہ بھی کہہ دیتے کہ میں سنسکرت نہیں پڑھا، جب خود پسندی تھی، تو عزت و شہرت کے لئے کچھ دنبھ بھی کیا ہوگا، اس لئے انکے گرنتھ میں جا بجا ویدوں کی مذمت اور تعریف بھی ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ کرتے تو ان سے بھی کوئی وید کے معنی پوچھتا، جب نہ آتے تب عزت میں فرق آتا، اس لئے پہلے ہی اپنے چیلوں کے سامنے کہیں کہیں ویدوں کے خلاف کہتے تھے، اور کہیں کہیں وید کے بارے میں اچھا بھی کہا ہے، کیونکہ اگر کہیں اچھا نہ کہتے تو لوگ انکو ناستک (دہریہ) بتاتے، جیسے

وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی

کیا وید پڑھنے والے مر گئے اور نانک جی وغیرہ اپنے کو غیر فانی سمجھتے تھے، کیا وے مر نہیں گئے، وید تو سب علوم کا بھنڈار ہے، لیکن جو چاروں ویدوں کو کہانی کہے، اس کی سب باتیں کہانی ہیں، اگر جاہلوں کا نام سنت ہوتا ہے تو وے بیچارے ویدوں کی عظمت کبھی نہیں جان سکتے، اگر نانک جی ویدوں ہی کی تعظیم کرتے، تو ان کا فرقہ نہ چلتا، نہ وے گرو بن سکتے تھے، کیونکہ علم سنسکرت پڑھے ہی نہیں تھے پھر دوسرے کو پڑھا کر شاگرد کیسے بنا سکتے تھے"

میرا جواب

سوامی دیانند کی تھوڑی سی عبارت میں نے نقل کی، باقی عبارت آئندہ پرچوں میں نقل ہوگی، جتنی عبارت میں نے نقل کی ہے اب میں اس کا جواب لکھتا ہوں، تاکہ ناظرین ست گرو نانک صاحب کو سوامی دیانند کی ہجو سے پاک اور برگزیدہ دیکھکر مطمئن ہو جائیں۔

سوامی جی نے پہلا جملہ یہ لکھا ہے کہ ست گرو نانک صاحب کا مدعا تو اچھا تھا لیکن علمیت کچھ بھی نہیں تھی، اور گانوں کی یعنی گنواری زبان بولتے تھے، یہ عبارت لکھکر سوامی دیانند جی نے اپنی قابلیت کا بھانڈا پھوڑ ڈالا، شروع میں لکھتے ہیں، کہ نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا، مگر یہ بالکل نہیں لکھا، کہ گرو نانک صاحب کا وہ کونسا اچھا مدعا تھا جس کی سوامی جی تعریف کرنے پر مجبور ہیں، اور اس مدعا میں آخر ایسی کیا بات تھی جس کے لئے سنسکرت علم کا جاننا ضروری تھا، سوامی جی نے اس ساری عبارت میں سوائے طعن اور ہجو کے اور گرو نانک صاحب کو شہرت طلب اور خود غرض بتانے کے کہیں بھی نہیں بتایا کہ ان کا اچھا مدعا یہ تھا جو سنسکرت نہ جاننے کے سبب پورا نہ ہو سکا، پس چونکہ سوامی جی نے گرو صاحب کے مدعا کو صاف صاف نہیں بتایا، ویسے ہی گول مول تعریف کر دی، تو ثابت ہوا کہ سوامی جی بڑے خوشامدی تھے، اور کسی کو گالیاں دینے سے پہلے اسکی خوشامد بھی کر دیا کرتے تھے، سوامی جی نے بڑے فخر سے لکھا ہے، کہ گرو نانک صاحب سنسکرت جانتے ہوتے، تو نربھے لفظ کو نربھو نہ لکھتے، مگر سوامی جی ناحق آپ سے باہر ہو کر کیا ہوتے جاتے ہیں، گرو نانک صاحب نے دعویٰ ہی کب کیا تھا، کہ میں سنسکرت کا عالم ہوں، اگر انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں نے سنسکرت نہیں پڑھی تو یہ کب فرمایا کہ میں سنسکرت پڑھا ہوا ہوں، سوامی جی نے ست گرو نانک صاحب کو عزت پرست، شہرت کا خواہشمند، اور خود پسند بتلا کر ایک بہت بڑے بزرگ کی اتنی بڑی توہین کی ہے جس کو کوئی سکھ برداشت نہیں کر سکیگا، گرو نانک صاحب تارک دنیا درویش تھے، انکو عزت اور شہرت اور خود پسندی کے ذلیل جذبات سے اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ جذبات دئے تھے،

سوامی جی کہتے ہیں، کہ گرو نانک صاحب نے ویدوں کو اچھا بھی کہا، اور برا بھی بتایا، مگر تو اس واسطے کیا کہ کوئی ان سے ویدوں کے معنی نہ پوچھے، اور چونکہ وہ سنسکرت نہیں جانتے تھے، تو ویدوں کے معنی نہ بتانے کے سبب انکی عزت

مورتیوں کی بڑی ہتک ہو رہا ہے ؛

اور یا ہندؤں کو چاہیئے کہ وہ بیدار ہوں، اور اپنی گدیوں کو اور اپنے مہنتوں کو اور اپنے اوتاروں کو اور پجاریوں کو اور رامائن اور گیتا کو ناستک آریہ سماجیوں سے بچائیں۔ ورنہ وہ دن دور نہیں کہ تمام ہندوستان کے ہندؤں کو جبراً آریہ بننا پڑے گا اور آریہ سماجی ان کا گلا گھونٹ کر ان کے ہاتھوں سے مورتی کھنڈن کرائیں گے، رام چندر جی اور کرشن جی کو گالیاں دلوائیں گے، جیسا کہ وہ خود دیتے ہیں، اور انکے دھرم گروؤں کو ذلیل اور رسوا کر کے بازاروں اور گلیوں میں دھکے دلوائیں گے ؛

اے ہندو بھائیو کیا تمہاری غیرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے مہنتوں کو گالیاں دی جائیں، ان کا گھر بار لوٹا جائے، اور تم بیٹھے منہ تکتے رہو۔ کیا تمہارے اندر رام کرشن کی بہادرانہ شکتی نہیں ہے، جب جب تم ان دو بیر سورماؤں کے سیوک ہو تو کھڑے ہو جاؤ، اور اپنے مہنتوں کو ان ملیچھ، دُشٹ، آریہ سماجیوں سے بچاؤ ؛

مہنتوں کا چال چلن

آریہ سماجی اخبارات مہنتوں پر الزام لگاتے ہیں کہ ان کا چال چلن اچھا نہیں ہے، اور وہ مندروں کا روپیہ احتیاط سے خرچ نہیں کرتے، مگر یہ الزام لگاتے وقت ان کو غیرت و شرم نہیں آتی کہ خود آریہ سماج کے بڑے پیشوا سوامی شردھانند سنیاسی پر پنڈت راج نرائن جی کہٹ شاستری، اور ہر دت جگیا سو نے اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے الزام لگایا ہے کہ وہ ہندو قوم کے چندے کا لاکھوں روپیہ لیکر کھا گئے، اور انکے بال بچے عورتوں کے شرمناک کاموں میں طرح طرح کی بیہودگیاں اور بے شرمیاں کرتے رہتے ہیں اور آج تک سوامی جی اور انکے ساتھیوں نے ان الزاموں کا کچھ جواب نہیں دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں سچی ہیں، تو کیا ایسے فرقہ کے لوگ ہندو مہنتوں پر بد چلنی کا الزام لگاتے وقت شرم اور غیرت سے ڈوب نہیں مرتے ؛

اچھے اور برے ہر قوم میں ہوتے ہیں، اگر آریہ سماج میں سب برے ہی برے ہیں، تو کیا تعجب ہے کہ ہندو مہنتوں میں بھی کچھ لوگ برے ہوں، مگر کسی خاص شخص کے برے ہونے سے ہندؤں کے مندر اور ہندؤں کی جائداد آریہ سماج کا حق کیونکر ہو سکتی ہے، اور یہ کہاں کا انصاف ہے، کہ آریہ سماجی ان مندروں اور جاگیروں پر قبضہ کر کے ہندو دھرم کی بیماری اور مورتی کھنڈن کے لئے ان کا روپیہ کام میں لائیں ؛

مسلمانو تیار ہو جاؤ

یہ وقت ہے کہ مسلمان بھائی اپنے ہندو بھائیوں کی امداد کے لئے تیار ہو جائیں، اور آریہ سماج کے ظلم و ستم سے بے پناہ اور بے سہارے ہندو مہنتوں کو بچائیں، کہ اسلام نے اپنے پڑوسی اور ہم وطن کی حمایت ہر مسلمان پر فرض قرار دی ہے، اس واسطے میں ہندوستان کے ہر مسلمان سے درخواست کرتا ہوں، اور اپنے ہر مرید کو حکم دیتا ہوں کہ وہ ہندو مہنتوں کو آریہ سماج کی یورش سے بچانے میں اپنی جانوں اور اپنے مال کی قربانی پیش کریں ؛

مندروں کی جائداد مسلمانوں کی ہے

ہندوستان کے اکثر مندروں میں مسلمان بادشاہوں کی دی ہوئی جاگیریں موجود ہیں، سوائے چند مقامات کے اکثر جگہ مندروں اور تیرتھوں میں جاگیریں مسلمانوں ہی کی دی ہوئی ہیں، جن کی تفصیلات آئندہ پرچہ میں شاہی اسناد کے حوالوں سے مکمل طور پر شائع کی جائیں گی، ایسی حالت میں تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی دی ہوئی جاگیروں کو ہندؤں کے دشمن آریہ سماج سے بچانے کی کوشش کرے، اور اس بچاؤ میں اگر اسکی جان یا مال پر آنچ آجائے تو اس کو خدا کے راستہ کی قربانی سمجھے، یہ میرا لکھنا معمولی لکھنا نہیں ہے، میں پورے خلوص سے پوری صداقت سے، اور پوری ہمت اور جرأت کے ساتھ اپنی مسلمان قوم کی طرف سے ہندو مہنتوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم سب ملکر انکو آریہ سماج کے مظالم سے بچانے کو تیار ہیں خواہ ہمکو کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں، ہم سب کچھ برداشت کریں گے، اور ہندو مہنتوں کے بچاؤ کے لئے، اور انکی جاگیرات کی حفاظت کے لئے اپنے سروں کو ہتھیلیوں پر رکھکر ان کے دروازوں پر آن کھڑے ہونگے،

اور اگر کسی مہنت نے یہ خیال کر کے کہ مسلمان ہمارے معاملہ میں دخل نہ دیں، آریہ سماج سے دب کر کوئی سمجھوتہ کر لیا، یا اپنی جاگیرات آریہ سماج کے حوالہ کر دیں، تو پھر یہ بھی ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس وقت ہم ایک تیسرا فریق بنکر اس جائداد پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے بشرطیکہ ہمارے پاس اس کا ثبوت ہو کہ وہ جائداد مسلمانوں کی عطا کردہ ہے، کیونکہ اس جائداد کے وقف کرنے کے باوجود آج تک مسلمانوں کو مذہبی طور پر اپنے عطیہ کی حفاظت کا حق حاصل ہے، اور کوئی مہنت ہماری دی ہوئی چیز کو کسی ایسے شخص یا فرقہ کے حوالہ نہیں کر سکتا جو جائداد مذکور کے منشاء وقف کے خلاف اس جائداد کو استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہو

اس مضمون کی اطلاعات روزانہ اخبارات اور نامور ہندو مسلمان لیڈروں کو بھی بھیجدی گئی ہیں، کہ اگر آریہ سماج نے ہندو مہنتوں اور مندروں کی جاگیرات کے خلاف دست درازی کو طرز عمل کو ترک نہ کیا، تو سب مسلمان یا کم از کم میری جماعت ہندو مہنتوں کی حمایت کیلئے اپنے اسلامی حق کے بموجب کھڑا ہونا اور قربان ہو جانا ضروری سمجھے گی،

لہذا مہاتما گاندھی جی، مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی اور مسٹر سی آر داس اور پنڈت موتی لال نہرو، اور مسیح الملک حکیم اجمل خاں وغیرہ تمام ممتاز لیڈروں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور آریہ سماج کو روکنا چاہیئے کہ وہ مہنتوں اور مندروں کے معاملہ میں دخل نہ دے، اور مسلمانوں کی دی ہوئی جاگیرات پر قبضہ کرے، ورنہ مسلمانوں کو یا کم از کم میری جماعت کو صاف صاف بتا دیا جائے کہ لیڈر لوگ اس معاملہ میں دخل نہیں دینگے، تاکہ ہم خود اپنے بزرگوں کی دی ہوئی جاگیرات کو غیر مستحق گروہ کے حملہ سے بچانے کی کوشش شروع کر دیں، اور دکھا دیں کہ کس صبر تحمل اور مستعدی سے ہم اپنا ملکی، قومی، اور مذہبی فرض ادا کیا ٭ حسن نظامی

تذکرۃ العابدین

حالات و کرامات

چشتیہ، صابریہ، نظامیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، و مداریہ مع حالات

تیرہ سو اٹھارہ اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

و شجرہ حالات چار پیر و ہفت گروہ چودہ خانوادہ۔ مولف نے اس کتاب کو چار جلدوں پر تقسیم کیا ہے جلد اول میں حالات سلسلہ وار خاندان چشتیہ صابریہ و نظامیہ و ان کے خلفاء کی مختصر کیفیت و سنہ وفات و پیدائش و جائے مزار بزرگان بتایا ہے۔ جلد دوم میں حالات نقشبندیہ سلسلہ وار لکھے ہیں اور یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ خلیفہ اول کے وقت میں اتنے ملک اور خلیفہ دوم کے وقت میں یہ یہ ملک اور خلیفہ سوم کے وقت میں اس قدر ملک اور فلاں فلاں بادشاہ اسلام کے وقت میں یہ یہ ملک فتح ہوئے اور اب مسلمان کہاں کہاں آباد ہیں اور کس کس ذریعے وہاں پہنچے تمام تواریخوں کا لب لباب چند سطور میں کر دیا ہے اور پھر اس جلد میں تمام کسب نقشبندیہ و تمام اصطلاحات بزرگان دین بیان کی گئی ہیں اور وحدۃ الوجود و شہود کا بھی فرق بتایا ہے۔ جلد سوم میں حالات سہروردیہ و کبرویہ کے بیان کئے گئے ہیں اور تفاوت کسب طریقت کا بھی بیان ہے جلد چہارم میں حالات قادریہ مداریہ کے لکھے گئے ہیں اور جو کتب کے مصنف کی نظر سے گذریں انکے نام بھی درج کتاب ہیں اور پھر چار پیر و ہفت گروہ چودہ خانوادہ کی اصلیت اور ان بزرگان کا زمانہ کہ کس کس سنہ تک تھے اور اب کس قدر گروہ ہیں اور کن کن بزرگان کے سلسلہ اور نام سے مشہور ہیں اور ان کا زمانہ اور ہر ایک گروہ کا بزنا و بیان کیا گیا ہے اور انکے بعد اولیاء اللہ کے مراتب کہ کیا کیا اور کتنے کتنے مراتب ہوتے ہیں اور کیا کیا کام انکے سپرد ہوتا ہے مراتب اور درجوں کو کیونکر سمجھتے ہیں سلوک کا طریق لکھا گیا ہے اور اس کے بعد کچھ تصوف کے حالات مختصر کیفیت دیگر بزرگان کی بھی درج ہے الغرض یہ کتاب عجیب و نادر مجموعہ ہے۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

درِ نظامی

حالات و ملفوظات حضرت سلطان المشایخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ

حضرت محبوب الٰہی خواجہ **نظام الدین** اولیا قدس سرہ کا نہایت نایاب اور متبرک ملفوظ جس کو آپکے خلیفہ حضرت مولانا علی بن محمود جاندار نے جمع کیا **باب ۱** احادیث نبوی کے بیان میں **باب ۲** علم و علماء کے ذکر میں۔ **باب ۳** توحید و معرفت میں **باب ۴** توبہ و خلوص میں **باب ۵** حقائق اخلاص کے بیان میں **باب ۶** عشق و محبت میں **باب ۷** دیدار کے بیان میں **باب ۸** نماز میں **باب ۹** زکوٰۃ و صدقہ میں **باب ۱۰** روزہ کے اسرار میں **باب ۱۱** سفر و حج کے بیان میں **باب ۱۲** قرآن شریف کی فضیلت میں **باب ۱۳** ادعیہ و اذکار کے بیان میں۔ **باب ۱۴** بیعت اور اصل خرقہ کے بیان میں **باب ۱۵** آداب کی تفصیل میں **باب ۱۶** مراقبہ و مشغولی باطن **باب ۱۷** صحبت و خدمت **باب ۱۸** صبر و شکر و فقر **باب ۱۹** توکل اور کسب حلال **باب ۲۰** ترک دنیا اور زہد و قناعت **باب ۲۱** عزلت و گوشہ نشینی **باب ۲۲** اخلاق و لطائف **باب ۲۳** تواضع و تکبر **باب ۲۴** تذکرہ اولیاء اللہ **باب ۲۵** کرامت کے بیان میں **باب ۲۶** ضیافت و آداب طعام **باب ۲۷** سماع کے بیان میں **باب ۲۸** متفرقات میں **باب ۲۹** مرض کی فضیلت میں **باب ۳۰** موت بزرگان میں۔ قیمت بہت ہی کم یعنی صرف ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک ہر صورت میں بذمہ خریدار۔

ملنے کا پتہ۔ گروسیوک بک ایجنسی تیراہا بہرام خان دہلی

دیانندی قلعہ کو مسمار کرنیوالی کتابیں

یہ وہ کتابیں ہیں جو ہر مسلمان کو پڑھنا چاہئیں

اگر آپ کو ایسی کتابوں کی تلاش ہے جن کے سنانے کے بعد آریہ نو کدم بھاگتے نظر آویں تو حسب ذیل کتابوں کا منگانا اور دیکھنا ضروری ہے جلد منگائیں

جناب غازی محمود دھرمپال صاحب بی۔اے۔ لدھیانہ کی شہرۂ آفاق اور ناقابل تردید آٹھ کتابیں

کفر توڑ

اس کتاب میں ہندو سنگھٹن کے متعلق مفصل و مدلل بحث کی گئی ہے جس میں خود آریہ کی کتابوں سے مدلل تردید کی گئی ہے نیز آریہ مذہب کی اصلی تصویر ہے اور انکی تمام تعلیمات کا نمونہ ستیارتھ پرکاش سے پیش کیا گیا ہے اس کتاب نے آریوں کے قلعہ میں سرنگ لگادی ہے اور وہ ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہی ہیں ۸ /

رشینلزم اور اسلام

دیانندی لوگ بعض اوقات ان اعتراضات کو پیش کرکے جو غازی صاحب نے اسلام پر کئے تھے ان اعتراضات کو آریہ پیش کرکے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ انکی اس شرارت کا سدباب کرنیکے لئے غازی صاحب نے خود ہی ان اعتراضات کو قلمبند کرکے معہ جوابات کے شائع کردیا ہے قیمت ۸ /

وید اور سوامی دیانند

یہ وہ کتاب ہے جس نے دیانندی قلعے کو بیخ و بن سے ہلا دیا ہے اس میں نہایت ہی متانت اور سنجیدگی سے سوامی دیانند کے ہی الفاظ میں ویدوں کو بدترین کتب ثابت کیا گیا ہے۔ یہ وہ لاجواب کتاب ہے جس نے آریوں کو نو کدم بھاگنے پر مجبور کیا۔ قیمت ۸ /

فتوح البرہان

اس کتاب میں آواگون کی باطل پرستی کو ایک لاجواب طریقہ پر بیخ و بن سے اڑا کر روح کی آئندہ زندگی کے بارہ میں جو واقعات دیئے گئے ہیں وہ قابل مطالعہ ہیں۔ اس کتاب میں اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ جسم سے الگ ہوکر روح نہ تو کسی حیوان یا کیڑے مکوڑے کی جون میں جاتی ہے۔ نہ ہی وہ فنا ہو جاتی ہے بلکہ وہ ایک لطیف جسم کے ساتھ قایم اور دایم رہتی ہے ہم اس کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ اس کتاب نے دیانندی فرقہ کی آواگون کی باطل پرستی کو بیخ و بن سے اڑا دیا ہے قیمت ۹ /

بت شکن

بت شکن ان لیکچروں کا مجموعہ ہے۔ جو غازی صاحب نے ۷، ۸ جون ۱۹۲۳ء کو لاہور میں دیئے تھے۔ ان ہی لیکچروں کے برخلاف کئی ایک بت پرست رہتے دھوتے، دھوتی بچھائے سرکار میں جاکر شاکی ہوئے تھے اور سرکار نے بھی زیر دفعہ ۱۴۴ میری زبان بندی کا حکم جاری کرکے زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری ۱۵ ہزار روپیہ کے ذاتی مچلکے اور ۱۵-۱۵ ہزار کی دو ضمانتوں کا مقدمہ چلایا تھا آخر غازی صاحب نے ان لیکچروں میں کونسا بت گرا پھینکا تھا کہ جس سے بت پرست سقر بجواس ہوئے تھے اسکا پتہ بت شکن میں ہے قیمت ۸ /

تناسخ چکر اور سوامی دیانند

اس نادر کتاب میں وید اور منو سمرتی، ستیارتھ پرکاش اور دیگر مستند کتب کے حوالہ جات سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ تناسخ کا ماننے والا کسی صورت میں بھی خدا پرست نہیں ہو سکتا بلکہ اگر اس کو گناہ پرست کہا جاوے تو مناسب ہوگا کیونکہ منو دھرم شاستر کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کتاب کیا ہے آریوں کا مایۂ ناز مسئلہ آواگون کی عریاں تصویر ہے اس کتاب کو پڑھ کر ممکن نہیں کہ کوئی سعید روح تناسخ کو مان سکے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ /)

۶ ٹکٹ کم کے آرڈر کے لئے ٹکٹ آنے چاہئیں

فتنہ ارتداد کیلئے دیگر مصنفین کی تصانیف اور کارآمد اسلامی میگزین

پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اردو ہو یا انگریزی

آریوں کا خوفناک ایشور

اس رسالہ میں آریہ سماجی پرمیشور کی صحیح تصویر پیش کی گئی ہے اور ان کی تصریحات اور معتقدات سے ثابت کیا گیا ہے کہ سماجی ویدک دھرم کا پرمیشور نہ عادل نہ رحیم ہے نہ کسی کی دعا سنتا ہے نہ کسی پر بخشش و کرم کرتا ہے، نہ اپنے بھگت (عبادت گزار بندے) کے قصوروں کو معاف کرتا ہے بلکہ وہ سراپا قہار ظالم ہے غیر منصف ہے اور اسکا جلال خیوری کا دستار مادہ و روح کے جابرانہ اور غاصبانہ قبضہ پر مبنی ہے نیز بلا معاوضہ وہ کسی کو کچھ نہیں دیتا ہے اور نہ کسی پر احسان کرتا ہے ۱ /

تحفۃ الہند (مع) کتھا سلوئی

(مصنفہ جناب مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم) یہ وہ کتاب ہے جو پچاسوں مرتبہ چھپ کر ملک میں بک چکی ہے۔ اننت رام نے جبکہ اسلام قبول کیا تھا اس وقت یہ کتاب لکھ کر آریوں کے روبرو پیش کی گئی تھی۔ اس کتاب نے آریوں کے منہ پر قفل لگا دیا۔ انسداد ارتداد کے لئے بہترین کتاب ہے ہر مسلمان کو خریدنا چاہیئے اس میں کتھا سلوئی نہایت دلچسپ ہے کاغذ سفید ۲۰ قیمت ۱۰ / رسالہ الہام قیمت / ارشادی بیوگان قیمت ایک آنہ ۱ /

اشدھی توڑ

اگر آپ کو ویدک دھرم کی حقیقت کو دیکھنا ہو تو اشدھی توڑ خرید کریں اس کتاب میں آریوں کی تعلیم کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ قیمت صرف ۳ /

سنگھٹن توڑ

اس کتاب میں سنگھٹن کی تحریک پر منصفانہ رائے زنی کی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ۳ /

وید کا بھید - اس کتاب میں وید کی قلعی کھولی گئی ہے قیمت ۲ /

زنار توڑ قیمت چھ آنے ۶ /

محصول ڈاک ہر صورت میں بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ۔ گروسیوک بک ایجنسی بیرا بہرام خان دھلی

ایک روپیہ سے کم کا وی پی نہیں کیا جائیگا

[illegible] اعمال مجربہ

نو ترمیم سورۂ یٰسین شریف۔ باموکل مع طریقہ زکوٰۃ
وغیرہ وغیرہ جس میں محبت عداوت ترقی عزو جاہ۔ کشایش
رزق و دست غیب و فتحیابی مقدمہ تسخیر عامہ وغیرہ
وغیرہ کے ایک سو سے زیادہ عمل درج ہیں جو ہر
ایک عامل کو اپنے پاس رکھنے چاہئیں قیمت
بھی کم یعنی صرف چار آنے ۴؍

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ کے پسند و مجرب عملیات

مجموعہ اعمال مجربہ سورۂ قل ہو اللہ شریف کے اعمال مجربہ۔ باموکل معہ
طریقۂ زکوٰۃ ہر قسم کے اعمال مجربہ اللہ الصمد معہ طریقۂ زکوٰۃ ہر کام کے واسطے ترکیب
صلوٰۃ التسبیح و نماز صغری و اعمال چہل کاف شریف باموکل مع زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ
ہر کام کے واسطے از حضرت محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز
درج ہیں اس پر عمل مجرب و بیتر بہدف ہے بہت کام اللہ کے حکم سے فوراً مکمل
ہوجاتا ہے۔ قیمت صرف ۴؍

سورۂ فاتحہ کے مجرب اعمال یعنی الحمد شریف کے

اور نایاب و کمیاب سینہ بسینہ عملیات کا مجموعہ جو امام الصوفیہ
حضرت محی الدین ابن عربی مصنف فتوحات مکی و علامہ بونی مصنف
شمس المعارف و حضرت محمد حنفی الشاذلی مصنف خزینۃ الاسرار و حضرت
مقاتل سے منقول ہیں جن کی تاثیر میں تیر بہدف ہیں۔ ترقی رزق و ادائے
قرض صحت تندرستی و فتحیابی و قتل دشمن و حب و تسخیر کمالات
ظاہر و باطن عملیات قیمت ۴؍

سیر الخلفاء

ترجمہ اردو تاریخ الخلفاء مؤلفہ جلال الدین السیوطی

مشتملہ

اسماء الرجال تاریخی و جغرافیائی نوٹس و دیگر فوائد ضروریہ

جس میں

عمر الفاروق سے لے کر الحسن ابن علی کی وفات تک کے حالات درج ہیں عہ ۱؍

مغید الکونین

در حصول

مقصد دارین جس میں وضو سے لیکر تمام نمازوں مثلاً پنجوقتہ نماز جمعہ نماز عیدین نماز چاشت صلوٰۃ العارفین
صلوٰۃ المقصودین صلوٰۃ سعادت صلوٰۃ قلاقل نماز تہجد صلوٰۃ العاشقین صلوٰۃ الشتاقین وغیرہ وغیرہ
اور ہر مہینے کے روزوں کا بیان علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے جو چاروں سلسلوں کے معمول بہ ہیں نیز مجرب و آزمودہ
نسخہ جات متعلق مسان و دیگر امراض اور عملیات مسان و امراض طفلان درج ہیں مؤلفہ
عالم بے نظیر فاضل بے عدیل عالیجناب مولوی حامد اللہ خان صاحب حنفی نقشبندی قیمت ۹؍

سیرۃ الصدیق

یعنی

امیر المومنین خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر کی سوانحعمری

ترجمہ اردو تاریخ الخلفاء مؤلفہ جلال الدین السیوطیؒ

علامہ جلال السیوطی کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کی اکثر تصانیف اور ان کے تراجم یورپ
والوں تک نے شایع کئے ہیں۔ اصحاب بصیرت سے یہ مخفی نہیں کہ مغربی علماء اور محققین مشرقی زبانوں
کے انہیں مصنفین کی کتابیں اور ترجمے شایع کرتے ہیں جو ہر پہلو اور ہر شعبہ میں اہل علم کے لئے مفید ہو سکیں
بہر کیف چونکہ اردو زبان میں ایسی متداول کتاب کا کوئی ترجمہ نہ تھا اس لئے میں نے اناجیل
اربعہ اور بہت سی مشرق اور مغرب کی مطبوعات تفاسیر قرآن و احادیث مع التفسیر تذکرے۔
علم السیر والتاریخ جغرافیہ اور تراجم کی کتابوں کو پیش نظر رکھ کر اصل عربی مطبوعہ اور قلمی کتابوں سے
اردو میں باضافہ حواشی و معلومات مفیدہ لفظی ترجمہ کیا اور اردو ادبیت کو اس سے زیادہ ملحوظ نظر رکھا
کہ یونیورسٹی کے مشرقی زبان کے طلباء و دیگر حضرات اس سے اسی طرح مستفید ہو سکیں جس طرح ایک غیر
ملکی عربی علم ادب کا جاننے والا اصل عربی کتاب سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت ۶

فضل الموعظ

مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب برادر حقیقی مولانا راسخ صاحب مرحوم
کی تصنیف سے ہے جس میں مولود نبی اکرم و دیگر فرائض وغیرہ دلکش
انداز میں لکھے گئے ہیں جنکی تعریف زبان و قلم سے نہیں ہو سکتی۔ قیمت ۲؍

مجموعہ اعمال مجربہ سورۂ مزمل شریف

مع موکلات و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں عمل سورۂ مزمل
شریف کے عجیب و غریب اور پانچ عمل سورۂ واقعہ شریف
دربارۂ محبت و عداوت تسخیر و کشایش رزق و ترقی درجات
و برائے روزگار و حل المشکلات وغیرہ وغیرہ درج ہیں
الغرض اپنے عمل کی ایک ہی کتاب ہے جو دیکھنے
سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت ۶

شریف بیگمات کے لئے قابل قدر کتابیں

سترہ اخلاقی کہانیاں

یہ کہانیاں علیحدہ علیحدہ سترہ کتابوں کی شکل میں چھاپی گئی ہیں ہر کہانی نتیجہ
خیز اور دلچسپ ہے صرف ایک کہانی پڑھ کر سترہ کہانیوں کی محنت وصول ہو جاتی ہے
مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے واسطے عقل و دانائی اور علم و تہذیب میں ترقی پیدا
ہوتی ہے۔ سالم قیمت ایک روپیہ (طم) کنیز فاطمہ عورتوں کیلئے
تاریخی اخلاقی قصہ ہے قیمت ۸؍

مجموعہ اعمال مجربہ

آیۃ الکرسی شریف و نادعلی شریف مع اسناد و خواص و
اعمال ہر مقاصد کے واسطے درج ہیں جس کی خوبی مشاہدہ
ناظرین پر منحصر ہے اس کا ایک ایک عمل عامل کے واسطے
ایک بے بہا سمندر ہے ہر عامل کے پاس کم از کم ایک
کتاب تو ضرور ہی رہنی چاہئے۔ قیمت بھی بہت
ہی کم یعنی صرف چار آنے ۴؍